نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

اسلام کو ایسے نادان دوستوں سے بچاؤ

کسی پختہ کار نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔ اسلام کو جسقدر صدمہ اور نقصان اس کے نادان دوستوں نے پہونچایا ہے وہ اس کے دشمنوں کیطرف سے ہرگز نہیں پہونچا۔ علمی اور عملی حملے جو اسلام پر کئے جاتے ہیں اس کے پیدا کرنیوالے وہی نادان دوست ہیں جو اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کا حامی اور بہی خواہ ظاہر کرتے ہیں۔ میں اس مضمون کو اگر تصریح سے لکھوں تو یہ بہت لمبا ہو سکتا ہے۔ اور اس کے مختلف پہلو قابل بحث ٹھیرائے جا سکتے ہیں۔ مگر میں آج صرف موجودہ ملکی ہلچل یا شورش کے پہلو پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

۲۴ مئی ۱۹۰۷ء کے الحکم کے صفحہ ۳ پر میں نے ایک آرٹیکل اس عنوان سے لکھا تھا

بدخواہی سرکار کا نیا معلم

اس میں میں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کے اس رویہ اور طرز تحریر کو خطرناک ظاہر کرنا چاہا ہے جو اس نے موجودہ ایجی ٹیشن پر ریمارک کرنے میں اختیار کیا ہے۔ فی الحقیقت یہ طریق بہت ہی خطرناک ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ اور تاج انگلستان کے خلاف ناسمجھ مسلمانوں کے گروہ میں یہ کہکر بیدلی پہیلانے کی سعی کیجاوے

کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی پولیسی سے اسلامی ممالک کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ دانشمند اور زیرک مسلمان تو جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے اور خود ان اسلامی ممالک کی اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کیسی ہے؟ لیکن جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں ان کا بھڑک اٹھنا کچھ کم تعجب خیز نہیں۔ ہم احمدیوں پر تو ثناء اللہ اور اس کے امثال واقران پہلے ہی سے بدگمان اور بدظن ہیں کہ یہ دوسری اسلامی سلطنتوں یہاں تک کہ ٹرکی کی حکومت کو بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور سلطان کی حکومت پر دولت برطانیہ کی حکومت کو ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ حالات اور واقعات کا علم رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ جب حسین کامی سلطنت ٹرکی کا ایک وائس قونصل قادیاں میں آیا تھا اور حضرت مسیح موعود نے محض خیر خواہی اور نیک نیتی سے اعیان سلطنت ٹرکی کی حقیقت کو اس پر منکشف کیا تھا تو اسلامی اخبارات نے ایک طوفان بے تمیزی حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے خلاف پیدا کر دیا تھا اور ایک بزرگ (جو اب وفات پا چکے ہیں) نے چودہویں صدی اخبار میں

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

کا شعر لکھکر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو سخت دکھ دیا تھا اور آخر خدا نے اسی کو ایک نشان عظیم کا نشانہ بنایا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت
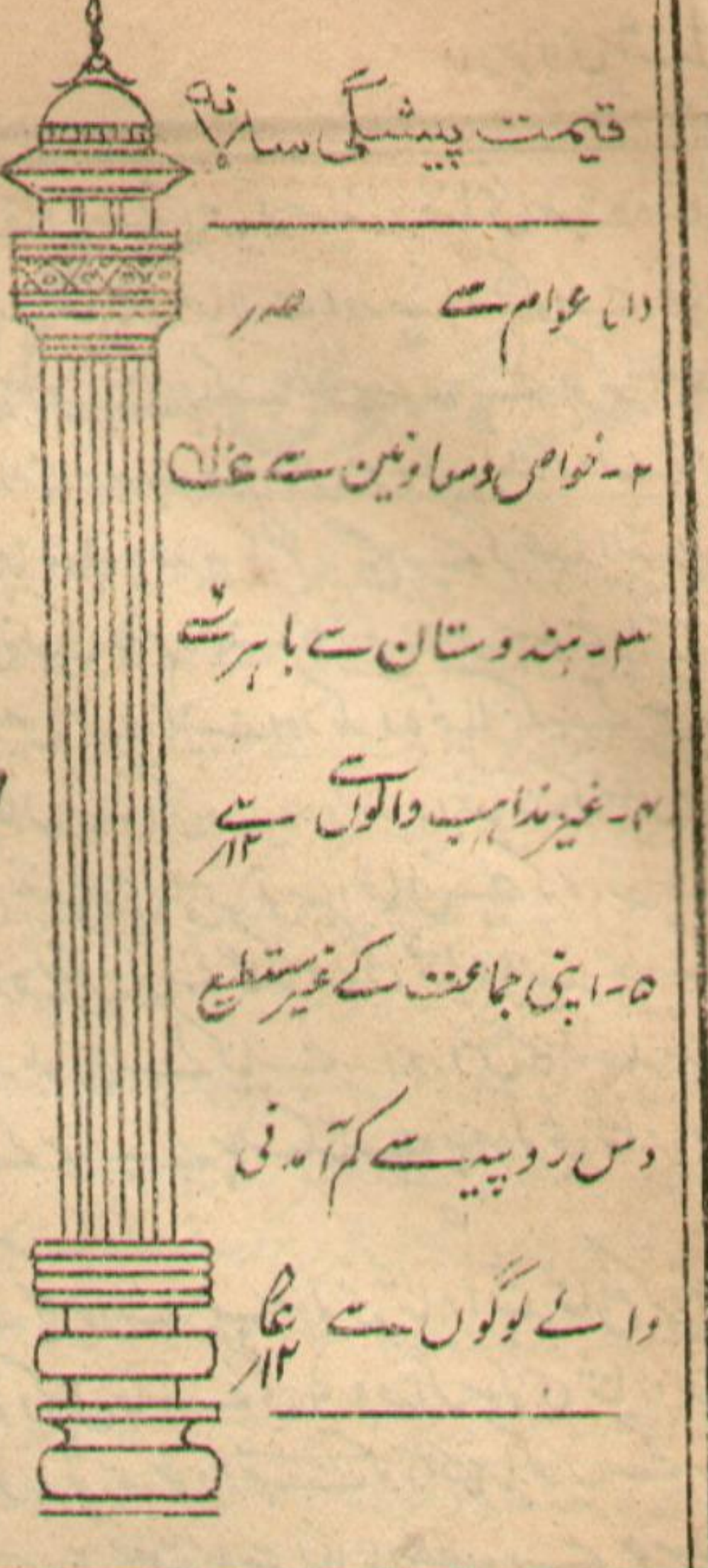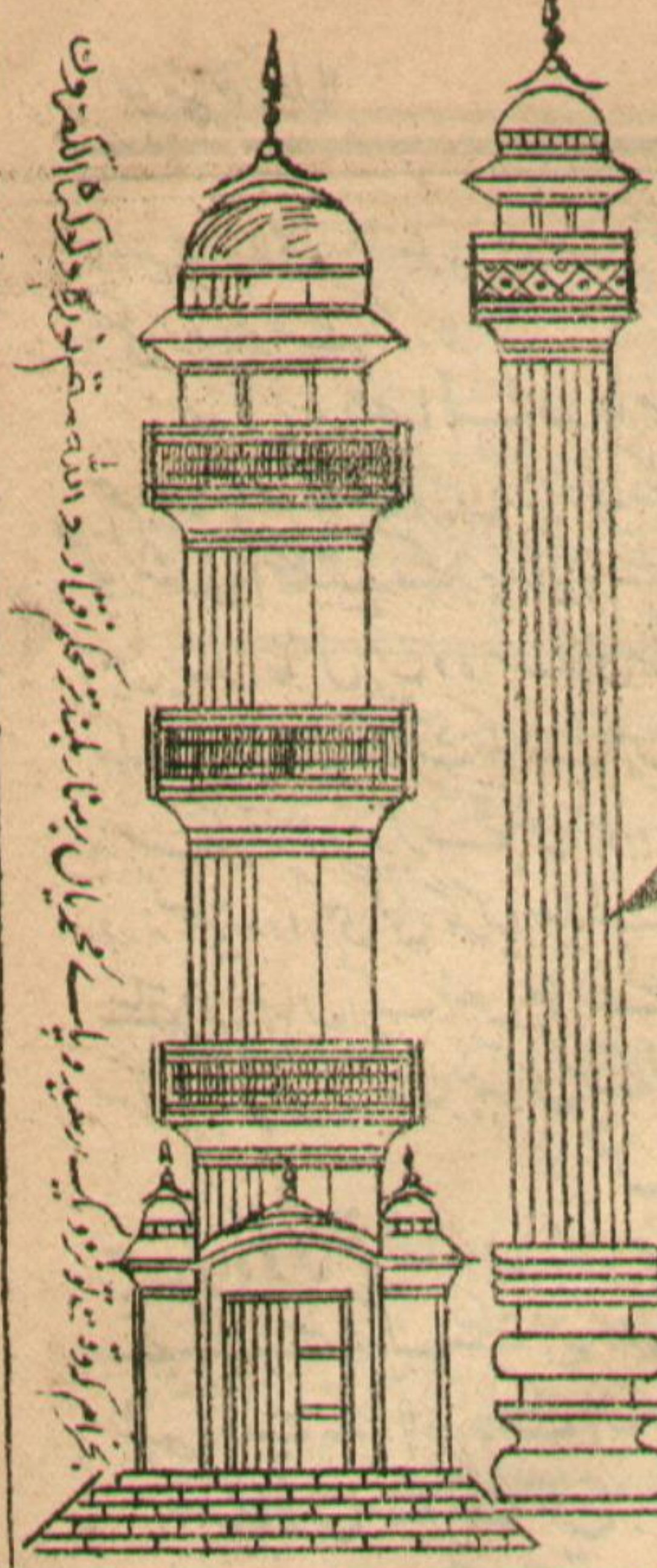
حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خودنوشت سوانح عمری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

تیمار دار ڈاکٹروں کا منکر تھا۔ ڈاکٹری مسودہ بھی اوس وقت میری سمجھ میں پورا نہ آیا۔ غرض میں نے کسٹرایل اور کلونجی اور شہد پلایا۔ اور مسہل کے بعد اوس کے فقرات ظہر پر ایک بلسٹر لگا دیا۔ جس سے اوس کا سانس ٹھہر گیا۔ پھر میں نے اوسے کچھ کونین اور فولاد دو تین روز اور حب ترغیدن ہفتہ میں دو بار دینا شروع کیا یہی اصول علاج تھے جو اوس وقت کئے اور کامیابی ہوئی۔ اب بیماروں کا آنا گاؤں سے اور شہرت بہت بڑھ گیا۔

یہ قصہ بہت طویل ہے کہ کیسے کیسے امراض میرے پیش ہوئے اور کیسے کیسے تکالیف اوٹھانے پڑے مگر قدرت کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ لکھکر اس حصہ کو ختم کرتا ہوں۔

ایک رئیس محرقہ میں گرفتار ہوا اور مجھے یقین تھا کہ ساتویں دن اس کو بحران ہوگا۔ میں نے بہت توجہ سے علاج کیا اور روز بحران کی پہلی شب میں جب اوسے بہت اضطراب ہوا تو اوس کی ماں نے کہا کہ آج ہم چھ روز سے علاج کرتے ہیں اور کوئی وقت نہیں ملا کہ میرے بچہ کا تپ ٹوٹے اس لئے کسی اور طبیب کو بلاؤ۔ وہ سارا قلق بحران کے عجائبات سے تھے اور خدا پر بھروسہ کرنے کے پاک سامان۔ اوس طبیب کا نام حکیم کرم علی تھا جو ایک خاندانی طبیب پنڈ دادنخاں کا تھا وہ راتوں رات پہونچا اور اوس نے یقین کیا کہ اب بحران کا وقت قریب ہے اور ایک پڑیہ بہت جلدی نکالکر وہاں بیدمشک پڑا ہوا تھا اوسکے ساتھ کھلائی۔ اور میری طرف دیکھکر ہنسا اور اون کو کہا کہ یہ کیا تپ ہے ابھی ہماری پڑیہ سے ٹوٹ جاوے گا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مریض کو بحران ہوا اور طبیب کی پڑیہ پر عش عش کر گئے۔ میرا ایمان خدا پر بڑھ گیا۔ کہ وہ میرا کیسا معالج ہے جس نے مجھکو ہر ایک قسم کے کبر و نخوت سے بچانے کے لئے رحمت فرمائی۔ اور مخلوق پر بھروسہ کرنے کے لئے ایک آن بھی مجھے نہیں چھوڑا اس نظارہ نے میرے ایمان کو بہت ہی بڑھایا اور حکیم کرم علی صاحب نے بھی اون سے انعام کے لئے کہا کہ ہم ایسے علاجوں کے لئے جائداد سے ورے نہیں ٹھہر سکتے اب ہم بھیرہ کا حصہ اسی پر ختم کرنا کافی سمجھتے ہیں اگرچہ میں وہاں سالہا سال رہا ہوں اور بہت ہی اقسام کے مریض دیکھے ہیں۔

اب ہم جموں پہنچتے ہیں۔ اور اوس کا ظاہری سامان بخشی صاحب کے بھانجہ کی صحت تھی۔

جموں پہونچے وہاں میاں لال دین نام ایک ممتاز رئیس تھے اونکی لڑکی کو دھیر کا ذب ہوئی اور اطبا نے قوابض سے کام لیا اور اونکی حالت بہت ردی ہوگئی۔ میاں لال دین کو مجھسے ایک مذہبی رنج تھا اودھر بیمار کی نسبت یاس۔ کچھ اطبا نے بھی مدد کی ہوگی مجھے علاج کے لئے بلایا۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ میں نے اوس کے اس حال میں دیکھا کہ پیٹ پر دھیجہ جب اپنی خول کی اندر ہوتا ہی تو اسکو پیٹ پر کھنیں جسکو پنجابی کی طرح اوس میں غلاظت ہے اور مجھے یقین ہوا کہ دھیر کاذب ہے اور علاج میں غلطی ہے مگر میں خطرناک حالت میں جرأت نہ کرسکا کہ کوئی امر ظاہر کردوں۔ اوس وقت مجھے طب جدید نے یہ فایدہ دیا کہ موجودہ طبیب جو اوس وقت وہاں حاضر تھے سب طب انگریزی سے ناواقف تھے۔ میں نے ایک مرکب ایسا بتادیا جس میں پوڈافلین تھی۔ اور وہ تشخیص کارگر ہوگئی۔ اگر سو دست تھے تو گیارہ رہ گئے دوسرے دن بھی میں نے وہی ترکیب استعمال کی پھر انہوں نے مجھے باوجودکہ وہ رنج رکھتے تھے ایک عمدہ یارقندی یابو معہ زین دیا۔ اور کچھ خلعت دیدیا۔

دوسری تقریب یہ ہوئی کہ چونگی کے افسر کو قولنج شدید ہوا اور نصف رات کے قریب مجھے بلایا اور میں نے یہ سوچ لیا کہ شدت درد کے باعث مسہل مفید نہیں ہوتا اسلئے میں نے افیون۔ کمبوج اور نوشادر کا مرکب اپنے پاس سے دیدیا جس سے اوس کی قولنج دور ہوگئی۔

مہاراجہ پونچھ کو ایام ہیضہ میں جبکہ وہ قلعہ باہو میں معہ سرکار جموں کے مقیم تھے۔ دو سنطاریا جسے ڈسنٹری کہتے ہیں نے آدبایا۔ وہاں سیوس اسپغول اور انجبار اور شیرہ کلمن نے مجھے تحریک دی کہ میں ہندی طب پڑھوں کیونکہ کلمن کی نسبت صرف ہندی طب راہ نما ہوئی تھی۔ اس کام کے لئے پنڈت ہرنامداس بوڑھے پنڈت منتخب کئے اور ان سے امرت ساگر اور سسرت سبقاً پڑھا۔ اور طب جدید کے مصری بہت سی کتابیں منگوا کر مطالعہ کیں اور پنڈت صاحب کی میں ایسی خدمت کرتا تھا کہ بعض وقت اون کے حقہ کے لئے عمدہ قسم کی نلیاں کشمیر سے منگواتا تھا۔ اور وہ بھی مجھے بچوں سے کم عزیز نہیں سمجھتے تھے۔ اس میرے پڑھنے کی خبر مہاراج جموں کو پہنچی۔ کہ یہ شخص ابھی طب پنڈت ہرنامداس سے پڑھتا ہے جو آپ کا ادنےٰ نوکر ہے۔ مجھے جب پوچھا گیا کہ تم پنڈت ہرنامداس کی تواضع دربار میں زیادہ کیوں کرتے ہو تو میں نے کہا کہ وہ تو میرے اوستاد ہیں اس میری گفتگو نے رئیس کے دل پر بہت ہی بڑا اثر کیا اور بڑی عظمت سے مجھے دیکھنے لگا۔

ان دنوں میں جو میرے مولا نے میری نخوت کا علاج کیا وہ بھی عجب ہے کہ میاں لال دین کا بیٹا فیروز الدین جو مجھسے دلی تعلق اور اخلاص اور گہری محبت رکھتا تھا وہ عالم شباب میں چیچک میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ میرے سامنے ہی اوس نے جان دی۔ اس صدمہ کو اللہ بہتر جانتا ہے کہ مجھ پر کیا کیا گذری اور مجھے یہ واقعہ اب تک بھی تکلیف دیتا ہے کہ کوئی تدبیر وہاں کام نہ دے سکی بہتیری ٹکریں ماریں مگر ناکامی رہی۔ یہ فضل کی باتیں ہیں۔

جموں میں خلوص محبت کا جو پاک نمونہ میں نے دیکھا ہے وہ شیخ فتح محمد اور اوس کے سارے کنبہ کی عورتوں اور بچوں اور نوکروں کا حسن اخلاق تھا۔ جو بلا کسی بدل کے میرے ساتھ سالہا سال رہا اور اب تک بھی ہے۔ اور اون کے بھائی شیخ امام الدین کا ممبر وزیر اور شیخ علی محمد تاجر وزیرآباد مقیم جموں ممبر وزیر تھا۔ اور اب تک ہے

ہندوؤں میں ہمارے بڑے عنایت فرما دیوان گوبند سہائے اور
ان کے بعد دیوان لچھمن داس اور پھر سردار روپ سنگھ۔ سردار
لال من اور سردار سوتی رام ہیں۔ اور تھے۔ جن کو ہمارے طبی مشورہ
کے علاوہ ہم سے خاص طور پر خطرناک معرکوں میں سلوک کرنے کا موقع
ملا۔ اور ہم اون کے ہمیشہ شکرگذار رہیں گے۔ اور کشمیر میں راجہ عطاء محمد
خاں رئیس پاڑی پورہ اور راجہ فیروز الدین خاں اور راجہ قطب الدین خاں
ذکر کے قابل ہیں اور انہیں طبی تذکرے ہی موجب ذکر ہیں۔ مگر بات طبی
ہوجاتی ہے صرف اتنا بتا دیتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص جو خطرناک
ضعف باہ میں گرفتار تھا اوس نے مجھے کہا کہ کوئی خاص طور کی دوائی
آپ مجھے دیں اور بیسے اس کہ نسخہ زد جام عشق دپر النسخہ بناکر دیا جس
استعمال کے بعد اوس نے میری اور میری بیوی کی دعوت اپنے گھر میں
کی اور اسکی بی بی نے میری بی بی کے ہاتھ میں سونے کے بڑے بڑے
کنگن بہت محبت سے ڈالدیئے اور خود اوس شخص نے مجھے قیمتی گھوڑے
نامزد کر دیئے۔ ہم تو یہ نسخہ بھی مفت ناظرین کے پیش کرتے ہیں جس سے
ہم نے اتنا فائدہ دنیوی اٹھایا تھا۔ اب اس قصہ کو ختم کرتے اور صرف
یہ بتاتے ہیں کہ مہاراجہ پونچھ موجودہ کو نزلہ میں ایک قسم کا اختلاج
قلب پیدا ہوا اوس وقت اون کا علاج ایک سال کے قریب کیا جب کامیاب
ہوگیا تو انہوں نے بہت ہی جلد اپنے دنیوی اغراض سے کام لینے کیلئے
اور مجھے سردار رام سنگھ کا حامی قرار دیکر ایک مقدمہ کی بنا ڈالدی یہ قصہ
اسلئے ہے کہ کوئی طبیب کسی امیر پر کامیابی کی بنا پر گھمنڈ اور بھروسہ نہ کرے
اور اسباب دنیا پر مغرور نہ ہو جیسے بہت تجربہ کیا ہے اللہ تعالیٰ جہاں سے
چاہتا ہے وہاں سے ہی سب کچھ دلا سکتا ہے اور کامیابیوں کے ساتھ
ناکامیاں اور ناکامیوں کے ساتھ کامیابیاں ملا دیتا ہے وہ سمیع و علیم
ہے۔ میرے دل میں بعض دفعہ شیطانی وسوسہ آتا تھا کہ اس نوجوان
پر میرے بڑے احسان ہیں اور اسکی کامیابی میری محنت کے ساتھ اور
اسکی شرافت کے ساتھ ملکر جب اس کے باپ کے خدمات اور شکریہ
یاد دلائیں گے تو یہ شخص ہمیشہ ہمارا مشکور رہے گا۔ مگر باپ کے مرنے
کے بعد اوس نے ہمارے ایذا کی کوشش کی گو کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہمیشہ
ایسی ایذاؤں سے بچاتا رہتا ہے۔ یہ ان کے پاس ان جھگڑوں کا
نتیجہ ہے جو ان کے ارد گرد رہتے ہیں۔ ہم نے ان تمام قصوں کو صاف
طور پر اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے جو ناظرین کے لئے بڑی بڑی عبرتوں
کا موجب ہوگا۔ اسمیں ہم نے اپنی غلطیوں کا اعتراف اور ناتجربہ کاریوں
کا اعلان کیا ہے۔ اور مفصل وہ اسباب بیان کئے ہیں۔ جن کے نتائج
ہم نے آنکھوں سے دیکھے۔ اور تمام مذہبی مباحثات اور خدا کی اعانتیں بھی
اوس میں مذکور ہیں۔

لطیفہ اور طبیب کے لئے احتیاط اور جرات

جب میں نیا نیا بھیرہ میں طب کرتا تھا ان دنوں میں ایک سید جسکو ناک کا کوئی
مرض تھا میرے پاس آئے اور میں نے اپنے ناقص علم کے سبب سے بتایا کہ گدھے کی
تازہ لید کا پانی ناک میں ڈالو۔ شاہ صاحب نے سمجھا کہ تمسخر کرتا ہے اس لئے ہم کو
جو کچھ انہوں نے کہا اسمیں یہ فقرہ بہت لطیف ہے کہ آخر موتر سنگھتے ہیں نہ۔
اور جموں میں ایک دفعہ میں نے آیتوار کے روز مربہ آملہ ایک شخص کو بتلایا
تو انہوں نے کہا کہ آپ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ آج آیتوار ہے اس واسطے
رسم و رواج کا دیکھنا بھی طبیب کے لئے ضروری ہے۔

وصیت کنندگان سلسلہ عالیہ احمدیہ توجہ فرماویں

(۱) جو بزرگ صاحب زرعی اراضی ہیں اور انکی جائداد میں کچھ حصہ جائداد منقولہ
بھی ہے اور وہ وصیت کرنے کے وقت اپنی کل جائداد کی قیمت لگا کر اس کا کوئی حصہ
وصیت میں لکھدیا کرتے ہیں۔ منقولہ جائداد کی بعد از مرگ تلاش محالات سے ہے
اور یہ بہت کچھ پسماندگان کی امانت اور دیانت پر منحصر ہے اور بعض وقت ان کے
لئے موجب ابتلا ہوجاتا ہے نیز اگر پسماندگان لالچ میں آکر یہ کہدیں۔ کہ منقولہ جائداد
مندرجہ وصیت وصیت کنندہ اپنی ہی زندگی میں ختم کرچکا ہے۔ تو اس کے
برخلاف انجمن احمدیہ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اسلئے میری رائے میں یہ اچھا ہے کہ
اگر ہمارے دوست وصیت کے وقت کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی قیمت لگا کر اور وصیت
کا حصہ متعین کرکے اسی نسبت کی زمین اپنی جائداد اراضی میں سے انجمن کے لئے خاص کرکے
اور نمبرات کی بھی تخصیص کرا کر اس وصیت کا ذکر بصورت داخل خارج کاغذات
مال میں کرادیں۔ تو بہت سا آرام ہوجائیگا اور وصیت میں اراضی زرعی کا لکھدینا صدقہ
جاریہ میں رہے گا۔

(۲) میں وصیت کے مقابلہ میں ہبہ کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ رواجاً اور قانوناً وصیت
کے مقابل ہبہ کی کم قیود ہیں۔

(۳) اگر زرعی پیشہ ممبران سلسلہ عالیہ کے ورثاء بازگشت از قسم برادران یا عمزاد یا ایسی
اولاد میں سے ہوں۔ تو حتے الوسع اس امر کی کوشش چاہئے۔ کہ اس قسم کے وارث
بازگشت وصیت نامہ یا ہبہ نامہ پر دستخط بطور شہادت کردیں اور اگر نہ کریں
تو خیر امر دیگر ہے۔

(۴) جن احباب کے ورثاء بازگشت سلسلہ کے عناد کے باعث دستخط نہ کریں وہ
احباب اگر وصیت کے مقابلہ ہبہ کرکے داخل خارج کرادیں تو بہت تنازعات آئندہ
کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اور بہت کچھ آنکی زندگی میں ہی ہوجائیگا۔

(۵) کوئی امر اگر کسی دوست کے خیال میں اشکال طلب ہو تو وصیت کرنے سے پہلے مجھے
خط و کتابت کرکے یہ وصیت لکھیں کیونکہ وصیت بعض وقت قانونی نقصوں سے
خالی نہیں ہوتی۔ اور وصیت کو دیکھکر بہت سے امور پیدا ہوجاتے ہیں جس
کے متعلق ہم کو بہت سی خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔

(۶) وصیت کنندگان کو حتے الوسع وصیت پر اپنی ورثا مثلاً بیوی لڑکا
لڑکی وغیرہ جو بالغ ہوں ان کے دستخط یا نشان انگوٹھا لگا دینا چاہئے۔

(۷) وصیت عموماً فارم پر لکھی جانی چاہئے جو مفت صدر انجمن احمدیہ قادیان
سے مل سکتی ہے۔

(۸) وصیت پر حتے الوسع احمدی اور غیر احمدی گواہوں کی شہادت کرانی چاہئے

(۹) شروع سے لیکر اخیر تک ایک ہی قلم اور سیاہی سے وصیت
لکھنی چاہئے۔

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور
مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

خدا کی تازہ وحی

۴ر جولائی ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت ام المومنین بمعہ صاحبزادگان و دیگر اہل بیت و اقارب و خدام و اہل بیت حضرت مولوی نورالدین صاحب قریباً اٹھارہ کس بہمراہی حضرت میر ناصر نواب صاحب پانچ چھ روز کے واسطے بغرض تبدیل ہوا لاہور کیطرف روانہ ہوئے تھے۔ اس قافلہ کی روانگی سے تین چار روز پہلے عاجز راقم نے اسٹیشن ماسٹر بٹالہ کو ایک خط لکھا تھا کہ اس قافلہ کے واسطے ایک درمیانہ درجہ کی گاڑی کے چند خانے ریزرو کئے جائیں تا کہ ضرورت ہو تو الگ گاڑی منگوا لیجائے۔ وہ خط ایک خاص آدمی کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا اور اس میں تاریخ اور وقت سب لکھا گیا تھا۔ چنانچہ اُس کے مطابق ۴ر جولائی کی صبح کو یہاں سے روانگی ہوئی۔ اُسی روز بعد نماز عصر حضرت اقدس مسیح موعود نے مسجد مبارک میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خاص طور پر مخاطب کیا جب کہ عاجز راقم بھی قریب ہی کھڑا تھا اور فرمایا کہ آج دو بجے دن کے مجھے خیال آیا کہ ہمارے گھر کے آدمی اب شائد امرت سر پہونچ گئے ہوں گے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ امن و امان سے لاہور میں پہونچ جائیں۔ تب اس خیال کے ساتھ ہی غنودگی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ نخود کی دال (جو رنج اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہے) میرے سامنے پڑی ہے اور اس میں کشمش کے دانے قریباً اسیقدر ہیں۔ اور میں اُس میں سے کشمش کے دانے کھا رہا ہوں اور میرے دل میں خیال گذر رہا ہے کہ یہ انکی حالت کا نمونہ ہے اور دال سے مراد کچھ رنج اور ناخوشی ہے کہ سفر میں ان کو پیش آئی ہے یا آنیوالی ہے۔ پھر اسی حالت میں میری طبیعت الہام الٰہی کیطرف منتقل ہو گئی اور اس بارے میں الہام ہوا۔

خَیْرٌ لَّهُمْ۔ خَیْرٌ لَّهُمْ

یعنے اُن کے لئے بہتر ہے۔ اُن کے لئے بہتر ہے۔ بعد اس کے اسی نظارہ خواب میں چند پیسے دیکھے کہ وہ غم اور تشویش پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ چنے کی دال بھی ایک ناگوار اور رنج کے امر پر دلالت کرتی ہے۔" فقط

یہ الہام اور خواب سنا کر حضرت اقدس حسب معمول اندر تشریف لے گئے۔ اور اس کے سننے میں اُس وقت تمام جماعت جو نماز کے واسطے آئی ہوئی تھی شامل تھی۔ خلیفہ رشید الدین صاحب حافظ احمد اللہ صاحب شیخ علی محمد صاحب سوداگر جموں وغیرہ بہت سے دوست تھے۔ حضرت اقدس کے اندر جانے کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب نے دوبارہ سہ بارہ اُسی مسجد میں پھر سب لوگوں کو اُسی وقت سنایا کیونکہ بعض لوگ جو دور تھے۔ انہوں نے حضرت کی آواز اچھی طرح نہ سنی تھی۔ غرض اس الہام اور خواب کی جبکہ اچھی طرح سے اشاعت ہو گئی تو قریب [illegible] کے اپنا ایک آدمی جو سب قافلہ کو ریل پر سوار کر کے واپس آیا تھا۔ اُس کی زبانی معلوم ہوا کہ عین دوپہر کی گرمی میں ریل کے اندر مسافروں کی کشاکش سے بچنے کے واسطے جو انتظام ریزرو کا کیا گیا تھا۔ وہ نہ ہو سکا۔ کیونکہ لاہور سے کوئی الگ گاڑی اس مطلب کے واسطے نہ پہونچ سکی تھی۔ اور اس سبب سے تشویش ہوئی۔ اِس طرح خواب کا حصہ پورا ہوا۔ مگر پھر بھی بموجب بشارت الہام کے خیریت رہی اور معمولی گاڑی میں آرام سے بیٹھ کر چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ خواب اور الہام تو ایکطرح پورا ہو گیا ہے مگر ایک خیال مجھے باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ چیزیں جو رنج اور خوشی پر دلالت کرتی ہیں وہ دو بار دکھلائی گئی ہیں۔ یعنے اول چنے کی دال دکھلائی گئی اور پھر چند پیسے دکھلائے گئے۔ ایسا ہی الہام بھی دو دفعہ ہوا کہ خَیْرٌ لَّهُمْ خَیْرٌ لَّهُمْ۔ اس لئے دل میں ایک یہ خیال ہے کہ خدانخواستہ کوئی اور امر مکروہ پیش نہ آنا ہو جس کے لئے دو دفعہ دو ایسی چیزیں دکھلائی گئیں کہ علم تعبیر کے رو سے رنج اور تشویش پر دلالت کرتی ہیں اور ایسا ہی اُن سے محفوظ رکھنے کے لئے دو دفعہ یہ الہام ہوا کہ خیر لهم خیر لهم یہ میرا خیال ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک رنج سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حقیقۃ الوحی کے خریدار

اکثر اصحاب ایسے وقت پر اطلاع طراز ہوتے تھے کہ کتاب چار پانچ جزو سے زیادہ نہ چھپی تھی اور نہ زیادہ ہونے کی امید تھی بعض نے حالت مذکورہ میں چار یا پانچ جلدوں کے بھیجنے کی ایک ہی پیکٹ میں اطلاع دی تھی درخواستیں محفوظ ہیں مگر اونکی تعمیل میں سکوت اور تردد پیش آتا ہے جبکہ قیمت کتاب کی بجائے عہ کے للعہ تک ترقی کر گئی ہے خیال گذرتا ہے کہ شائد کسی کو اوسکی خریداری میں اب پس و پیش دیکھنا پڑے اس لیے جن اصحاب نے دوبارہ درخواستیں بھیجی ہیں اون کو حسب درخواست اونکی کتاب بھیجدی گئی اور جنہوں نے دوبارہ اطلاع نہیں دی اونکی خدمت میں احتیاطاً دوبارہ اطلاع دینے کیلئے بذریعہ اشتہار ہذا لکھا جاتا ہے کہ اپنے منشاء سے اطلاع دیں تا کہ اونکی درخواستونکی جسصورت میں وہ چاہیں تعمیل کیجاوے جو اصحاب اس اطلاعنامہ کے ایکماہ بعد تک بھی کچھ نہ لکھیں گے اون کی درخواستیں کالعدم یکقلم تصور ہونگی اور پھر اگر کتاب کی ختم ہو جانے کیوجہ سے وہ شکایت کرینگے کہ ہمکو کتاب باوجود پہلے درخواست کرنے کے کیوں نہیں پہونچی وہ ناقابل التفات سمجھی جائیگی۔ کیونکہ جس صورت میں کتاب کی اشاعت پر دو ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور قیمت میں اونکی درخواست بھیجنے کے بعد بہت تبدیلی واقع ہو گئی ہے اونہوں نے کیوں توجہ سے کتاب نہیں لی۔ یہ انتظام مجبوراً ہمکو کرنا پڑا جبکہ بعض خریداروں نے کتاب کا وی پی انکاری کر کے واپس بھیجدیا ہے۔ والسلام

مہدی حسین مہتمم کتب خانہ۔

Spare Copy

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَیں نبی بخش ولد میاں نظام الدین قوم اوان ساکن موضع آوان تحصیل لاہور محال لاہور کوچہ وڈگراں - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

نوٹ - چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہوتا ہے - لہٰذا درج نہیں کیا گیا -

نمبر ۴ - اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یوں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائداد موجودہ جس کی تفصیل یہ ہے ۱/۲ اراضی زرعی واقعہ مسمی آوان ڈہاپوالہ متعلقہ چاہ معہ چاہ موسومہ منشی نبی بخش والہ جو منظر کی سالم اور واحد ملکیت ہے - ۱/۴ حصہ چاہ معہ اراضی متعلقہ موسومہ چاہ سراج والہ جس کا منظر مرتہن ہے نمبر ۳ ۱/۴ حصہ چاہ سجادہ والہ معہ اراضی جس کا منظر مرتہن ہے -

نمبر ۴ - ایک قطعہ حویلی واقعہ آوان ڈہاپائی والہ جس میں تین کوٹھی اور ایک دالان معہ زمین سفید و صحن ہے - بالیت چار سو روپیہ تخمیناً -

۵ - ایک قطعہ حویلی واقعہ موضع آوان پاد مشتمل بر چار کوٹھی یک دالان و یک کنال زمین سفید بالیت چار سو روپیہ تخمیناً -

۶ - ایک قطعہ مکان سہ منزلہ پختہ واقعہ محلہ ڈوگراں لاہور جو منظر کے پاس بعوض ستاھ روپیہ رہن اور جسمیں میری سکونت ہے -

۷ - بعض رقوم قرضہ ناتے جو مختلف لوگوں سے لینے ہیں جن کے تمسکات وغیرہ میرے گھر میں موجود ہیں -

۸ - میری ماہوار آمدنی تنخواہ کی جو سرکار سے پاتا ہوں اسوقت ساٹھ روپیہ ماہوار ہے - غرضکہ میری کل جائداد کی تخمینی بالیت اسوقت بمبلغ دس ہزار روپیہ کے قریب ہے جن میں اراضیات زرعی واقعہ موضع آوان پار بھینی پار - لکھو ڈہیر - مرل واقعہ پرگنہ لاہور بھی شامل ہیں - اس تمام اپنی جائداد کے متعلق میں اسوقت بقائمی ہوش و حواس خود وصیت کرتا ہوں کہ اسکا ۱/۳ حصہ ان اغراض کی تکمیل کیلئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اشاعت اسلام وغیرہ کیلئے قائم فرمائی ہیں میرے مرنے کے بعد حضور ممدوح یعنے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیا جاوے - البتہ اسقدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ جائداد منتشر ہے اسلئے میں یا میری ورثاء اگر بمبلغ ایکہزار روپیہ نقد حضور اقدس یا صدر انجمن احمدیہ مذکورۃ الصدر کو ادا کردیں تو پھر اس جائداد کا ۱/۳ حصہ وصیت کردہ میری یا میرے ورثاء کی ملکیت ہو جائیگا اور میرے مرنے کے بعد اس صورت میں کامل جائداد متروکہ میری میرے ورثاء کی ملکیت ہوگی اور میرے پسماندگان اگر ایکہزار روپیہ نقد انجمن مذکور یا حضرت مسیح موعود کو ادا کردیں تو اسصورت میں بھی جائداد کامل ان کی ہو جائیگی اور انجمن کے حصہ سے سبکدوش رہیگی -

میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میری جائداد میں جو ترقی و تنزل ہوگی وہ سب اسی وصیت کے زیر اثر ہوگی یعنے اس سب کا ۱/۳ حصہ میرے مرنے کے بعد انجمن مذکورۃ الصدر یا حضرت اقدس کا حق ہوگا لہٰذا یہ وصیت اسوقت بقائمی ہوش و حواس لکھدی تاکہ سند رہے - فقط ۱۶ مئی ۱۹۰۷ء العبد بندہ نبی بخش ولد میاں نظام الدین بقلم خود

گواہ شد - دلاور ولد نبی بخش احمدی ساکنہ لاہور بقلم خود

گواہ شد - مولا بخش ولد حسن الدین قوم راجپوت ساکن لاہور کوچہ حسن شاہ بقلم خود

گواہ شد - حکیم شیخ نور محمد احمدی منشی عالم مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور -

گواہ شد - سراج الدین عمر احمدی لاہور بقلم خود - میں نے حسب الارشاد منشی نبی بخش صاحب اس وصیت کو لکھا ہے اور حلفیہ تصدیق کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے انکا مطلب کو پورے طور سے ادا کیا ہے اور انھوں نے میرے سامنے اسپر اپنے قلم سے دستخط کئے ہیں اور اپنے گواہوں کے دستخط کرائے ہیں - سراج الدین عمر احمدی -

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَیں بھاول شاہ ولد شیر محمد قوم سید سبزواری ساکن نکوال تحصیل روپڑ ضلع انبالہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

نوٹ - چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ پر ہے - اس لئے درج نہیں کیا گیا -

نمبر ۴ - اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یوں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اس وقت دو قطعہ اراضی جن میں سے ایک قطعہ تعدادی دو بیگھہ موضع کارخانہ کلاں اور دوسرا تعدادی ایک بیگھہ موضع کارخانہ خورد ہیں - اور ایک قطعہ ابسوہ اراضی تعدادی دو بیگھہ موضع سیّدپور تحصیل روپڑ ضلع انبالہ میں بلاشرکت غیرے میرے نام ہے - اور تخمیناً پانچ گھماؤں اراضی ابسوہ میرے تیسرے حصہ کی منجملہ پندرہ گھماؤں جس میں میرے دو حقیقی چچا مسمیان ذری زر بخش و انور شاہ بحصہ برابر شریک ہیں یعنے پندرہ گھماؤں میں سے دس گھماؤں ان کے حصہ میں اور پانچ گھماؤں میرے حصہ کی موضع شاہ پور سیدان تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر میں برو ئے کاغذات سرکاری میرے نام ہے - سوائے اسکے موضع شاہ پور میں اور موضع آلووال میں مزارعہ موروثی بھی ہیں - جن پر میرا حق مالکانہ بھی ہے - سو میں نے بقائمی ہوش و حواس اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے دسواں حصہ دار الامان قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کے قبرستان مقبرہ بہشتی کے نام وقف کر دیا تاکہ میرے مرنے کے بعد اس کا ثواب و اجر مجھ کو پہنچتا رہے - انجمن یعنے کار پردازان مقبرہ بہشتی کو اختیار ہوگا - کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو اور میری لکھی ہوئی تعداد سے بموجب کاغذات سرکاری کمی یا زیادتی ہو - کل کے دسویں حصے پر اپنا قبضہ کر لے - کوئی شخص میرے وارثوں سے میری اس وصیت کا مزاحم نہ ہوگا - لہٰذا برو ئے گواہان وصیت ہذا کو بخریر کے نام و انگوٹھے گواہان ثبت کرتا ہوں تاکہ سند رہے - اور کوئی شخص مزاحم نہ ہو - المرقوم یکم جون ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹ - ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

العبد

بھاول شاہ ولد شیر محمد ساکن نکووال تحصیل روپڑ ضلع انبالہ بقلم خود

گواہ شد

احمد ولد منگتا قوم جٹ ساکنہ موضع نکووال احمدی نشان انگوٹھا

گواہ شد

قادر بخش ولد ننھا قوم جٹ ساکنہ موضع نکووال احمدی نشان انگوٹھا قادر بخش

نمبر ۱ موضع آلووال شاہ پور کی زمین میں آباد ہے - جہاں مزارعہ موروثی رہتے ہیں - اپنی عمر کی نسبت جو پہلے وصیت لکھ چکا ہوں وہی قائم رہے گی -

وصیّت ۱۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منکہ عبدالعزیز احمدی ولد امام الدین قوم آرائیں ساکن موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں جو کہ میں اسوقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد اُس وصیت پر عمل ہو۔

(نوٹ) چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ اُس کا اندراج نہیں کیا۔

۴ میری جائیداد جو اسوقت حسب ذیل ہے موازی اراضی اٹھاراں گھماؤں مشترکہ الگت بھائی محمد جان برادر حقیقی زیر قبضہ ہمارے ہے جس میں منظر نصف حصہ کا مالک ہے اور ایسا ہی موازی اراضی قریباً ساڑھے چار گھماؤں جو علی گوہر چچا زاد برادر سے بعوض مبلغ ستارہ سو کے بصورت رہن بانقبضہ لی ہوئی ہے جس میں محمد جان مذکور منظر بحصہ مساوی قابض ہے اور ایسا ہی موازی اراضی قریباً گیارہ گھماؤں مشترکہ الگت عبدالمجید مرحوم عوض مبلغ ایک ہزار چار سو ... واقعہ موضع اوجلہ میں از طرف جہاں لے ہوئی ہے جس میں منظر نصف حصہ کا حق رکھتا ہے اور واضح ہو کہ جو اراضی جہاں والی میرے حصہ کی ہے اُس میں نصف کی حقدار میری بیوی ہے اگرچہ کاغذات سرکاری میں میرا ہی نام ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ نصف حصہ کی حقدار ہے اور میں اس کے حصہ میں دست اندازی نہیں کرتا۔ غرض یہ میری جائیداد ہے جس میرا نفس ... اپنی مقبوضہ جائیداد میں سے پانچویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری یہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو سپرد کیجاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میری وفات کے بعد اس جائیداد میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اُس میں شامل رہنے دے یا اُسکو فروخت کرکے اُس کی قیمت وصول کرے غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہے میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اور ورثا انشاءاللہ عنقریب اس وصیت کردہ جائیداد کا ہبہ بنام انجمن احمدیہ کرا دونگا اور میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد علاوہ جائیداد مذکورہ کے پیدا کروں یا میری وفات کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد مافیہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے میں ایسی جائیداد کی انجمن مذکور کو وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا رہوں گا۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور میرے ورثا پر فرض ہے کہ نعش کو مقبرہ بہشتی دارالامان قادیان پہنچادیں اور بعد حصول اجازت مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں دفن کریں اور اگر وہ روک کریں تو اُن کے حکم کی تعمیل کریں خواہ وہ روک کریں یا نہ کریں یہ امر میری وصیت کے معاملہ میں مخل نہیں ہے میری وصیت بدستور قائم رہے گی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء۔ خاکسار عبدالعزیز احمدی ساکن اوجلہ بقلم خود

گواہ شد ـ محمد حسن دفتری میگزین قادیان برادر چچازاد بقلم خود
گواہ شد فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔
گواہ شد خیرالدین ولد محمد صدیق قوم ارائیں ... سکنہ سیکھواں بقلم خود
گواہ شد امام الدین ولد محمد صدیق احمدی سکنہ سیکھواں بقلم خود
گواہ شد خاکسار فقیر اللہ احمدی عفی عنہ ہیڈ کلرک میگزین ۲۶

نمبر ۱۲۹ وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں مسمی مدد خان ولد فتح محمد خان سکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی رضامندی اور خوشی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُس کا مرید اور پیرو ہوں۔ میں اپنی آمد سے دسواں حصہ ماہوار بہشتی مقبرہ کے متعلق چندہ دیتا رہوں گا اور میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اُس کا تیسرا حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دیا جاوے۔ میرا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام پڑھائیں اور مجھے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے اگر کسی مصلحت یا خارجی سبب سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اسکا اثر وصیت ہذا پر نہ ہوگا وصیت بہمہ وجوہ قابل تعمیل سمجھی جائے فقط زیادہ والسلام العبد مدد خان نشانی انگوٹھہ۔

گواہ شد شیخ غلام احمد بقلم خود ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ گواہ شد یعقوب علی اڈیٹر الحکم قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء۔

نمبر ۱۲۶ وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ـ میں مسمی کریم بخش ولد امام بخش سکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۳ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میری مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

عہ روپیہ نقد بطور چندہ مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان کی سپرد کرتا ہوں اور جو میری آمد ہوا کریگی اُسکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو دیا کرونگا میرا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام پڑھائیں اور مجھے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے اور اگر کسی مصلحت سے یا کسی خارجی سبب سے میری نعش دفن مقبرہ نہ ہوسکے تو اس سے میری وصیت پر اثر نہ ہوگا۔ میری وصیت بہمہ وجوہ قابل تعمیل ہوگی فقط زیادہ والسلام العبد کریم بخش ولد امام بخش سکنہ قادیان (مہر) و نشانی انگوٹھہ

گواہ شد ـ ماسٹر محمد الدین حال وارد قادیان
گواہ شد ـ عبدالرحیم ولد جیرا سنگھ حال وارد قادیان

نمبر ۱۱۴ وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منکہ مسمی صاحب نور ولد اللہ نور قوم سید افغان ساکن علاقہ کابل الحال مقیم قادیان بقائمی ہوش و حواس خود یہ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو واسطے اشاعت اسلام کے دیا جاوے یہ اُسکا حق ہے یہ وصیت نامہ واسطے سند اثبات کے لکھ دیتا ہوں کہ کام آوے اور یادداشت اور یہ وصیت نامہ روبرو گواہان مندرجہ ذیل لکھا گیا ہے اس کے خلاف اگر کوئی میرا وارث دعویٰ کرے تو وہ باطل سمجھا جاوے المرقوم ۳ جنوری ۱۹۰۶ء

العبد ـ صاحب نور بقلم خود ـ گواہ شد ناصر نواب بقلم خود ـ گواہ شد حکیم محمد زمان بقلم خود ـ گواہ شد احمد نور بقلم خود ـ گواہ شد ـ عبدالرحیم سکول ماسٹر

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں یہی ملیگی کہیں زلال ہیں تو کہیں نلج واولی وطوفان طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہوگئی جس سے ہندوستان پنجاب میں قیامت برپا کردی ہے لیکن جو شخص اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کو پڑھیں اور غور وخوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ واستغفار کو اپنا حرز جان بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا اسم اعظم رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کثرت سے پڑھیں۔ رہا ظاہری اسباب ظاہری تدابیر طاعون معروف تریاق طاعون الٰہی کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجاتے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس عجیب وغریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بلغو چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکا دئے جائیں اور گلٹی میں ملاکر بدن پر مالش کی جاوے تو فوراً سر درد وبخار کا فوراً درسرسام وگلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت وسرور حاصل ہوگا جن کو دو دکھانی نشاق گذرتی اگر ان کے بدن پر گھی میں ملاکر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن معہ محصول ڈاک مکھی مچھر ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھکر جس تندرست انسان کو کاٹ کھائے وہ مبتلائے طاعون ہوجاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملدیتے ہیں کاٹنا تو کجا پاس تک نہیں بیٹھتے۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دو نو روغن حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ

موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔ نوٹ۔

جو اخبار یہ اشتہار اجرت درج اخبار کرنا چاہیے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجدے ✦

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھارہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں کا نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزما لیجئے منگاؤ پہلا اس میں کچھ نہیں دھوکہ ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے ایک لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند دن استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ دیں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے تجربہ کیجئے بعد طلب فرمادیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ طلاء طلسمی مردانہ عالی اثر اور جوانی کے لئے اکسیر البیان اور طلاء کا بیان ہے جو مرض لاعلاج ہے اور مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچادیتی ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چہار شیشہ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفعہ کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸ منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانتوں کو ہمیشہ مضبوط بنانا اسی منجن کا کام فی بکس ہم المشتہر حکیم محمد عبداللطیف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ مذکورہ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے ناچیز خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نوشاہ ہمدانی

محلہ عطار گلی۔ پوسٹ ٹانڈو ضلع بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشمی دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بٹے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت سے روپیہ کرکٹ بیٹ سید صحیح کشمیر کی لکڑی کے عہ کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے پچ کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ دوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک بڑا کین ہوگا جاکی کرکٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے عہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ بارکر بچوں کے کرکٹ سٹ کم ۱۲۔۱۳ برس کیلئے سٹ دو ایک سٹ

ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ سے ،،

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس کیپ بال فیکس صہ ،،

نٹ بال عمدہ کا وہ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار عہ

،، ،، ،، ۵ صہ

بچوں کی فٹ بال ۴ مع بلیڈر للعہ

،، ،، ۳ ہے ،،

کرکٹ بال کشمیر نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑہ کا للعہ

،، ،، ،، میچ کے لئے ہے

،، پریکٹس ہے

کرکٹ دستانے فی کالبی عہ

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بال از قسم پریکٹس وکٹ نٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایتی سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہیں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر

مدرسہ ضلع (حاشیہ) [illegible]

دوسری اسلامی سلطنتوں پر حکومت انگلستان کو ترجیح دیتی ہے اور اسکی وجہ حکومت مذکور کا

عدل و انصاف اور عام مذہبی آزادی ہے

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جس آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ کر سکتے ہیں اور جو سامان اور وسایل ہمیں یہاں حاصل ہیں وہ اسلامی ممالک میں قطعاً میسر نہیں۔ سلطنت برطانیہ کے تحت حکومت میں باوصف اس کے کہ عیسائی مذہب کی ہم تردید کرتے ہیں ہمارا ایک ہی فرد ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ سختی روا رکھی گئی مگر کیا سلطنت کابل کا یہ واقعہ ہم بھول سکتے ہیں جہاں ایک نہیں ہمارے دو معزز اور اہل اثر اور سرگرم احمدی حرمتِ جہال کے فتوی پر شہید کر دیئے گئے۔

غرض

ہمیں خواہ کوئی خوشامدی کہے یا جو اس کا جی چاہے کہے ہم اس بات کے کہنے سے نہ رک سکتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو اس ہدایت اور مشورہ دینے سے باز رہ سکتے ہیں کہ

مسلمانوں کے لئے تاج برطانیہ کا سایہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جسکی قدر کرنا اور وفاداری اور خیر خواہی سے اسکی رعایا رہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جو لوگ بیرونی سلطنتوں کے تعلقات کو محض سماعی باتوں پر یقین کر کے گورنمنٹ کے ذمہ لگا کر مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اسی بنا پر میں نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے اس طرز تحریر کو [illegible] کہا ہے یہ طریق کیسا مذموم اور مسموم ہے اس کا اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو ٹریبیون میں عبداللہ بلوچ نے شائع کی ہے جس میں اس نے کھلے طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ

سچے اسلامی خیالات کا اظہار کرنے والا اہلحدیث ہی ہے

بقول اس کے اہلحدیث علانیہ انگریزوں پر دنیا سے مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کا الزام عائد کرتا ہے۔ یہ مضمون جو عبداللہ بلوچ نے لکھا ہے اسی مضمون کی بنا پر لکھا ہے جس کا ذکر میں نے الحکم مورخہ ۳۱ر مئی ۱۹۰۷ء میں کیا تھا یعنی ۱۷ر مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کی بنا پر وطن کا ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ کی اس تعریف کو جو عبداللہ بلوچ نے کی ہے مذمت قرار دیتا ہے اور فی الحقیقت یہ بات ہے سچ کیونکہ اگر کوئی خود گورنمنٹ کی رعایا کہلا کر اس پر ایک قوم کے نیست و نابود کر دینے کا الزام لگاتا ہے تو اس کے خیالات گورنمنٹ کی نسبت جو کچھ بھی ہو سکتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔

مجھے اس سے بحث نہیں کہ ان دونوں میں سچا کون ہے؟ وطن یا اہلحدیث اور اس کا مداح عبداللہ بلوچ۔ مگر میں اس قدر ضرور کہوں گا۔ کہ عبداللہ بلوچ کا اس قسم کا مضمون شائع کرنا عبداللہ بلوچ کی اندرونی حالت اور جذبات کو ظاہر کرنے والا ضرور ہے اور یہی وجہ ہے جو وطن کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خاں نے اس کو حیدر رضائی طینت کا مسلمان کہا ہے اور حیدر رضا جن خیالات اور جذبات کو اپنے اخبار میں ظاہر کر رہا ہے اور اسکی پبلک تقریروں سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ ایک امر ظاہر ہے۔ بہرحال مولوی انشاء اللہ خاں نے اتنا تسلیم کر لیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ عبداللہ بلوچ کے خیالات مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہیں ہونے چاہئیں۔ اور مسلمان گویا انہیں سخت ناپسند اور مکروہ خیال کرتے ہیں مگر مولوی انشاء اللہ خاں نے اگر دیدہ دانستہ واقعات کو نہیں چھپایا اور یا اگر اسے [illegible] نفس علم ہی نہیں تو میرا خیال ہے کہ واقعات سے ظاہر ہو جانے پر وہ یقین کرے گا کہ مولوی ثناء اللہ ہی کے خیالات کا اظہار بلوچ نے کیا ہے۔ اور اس کا فیصلہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پر ہو سکتا ہے جو مولوی ثناء اللہ کو دینا چاہئے۔

ان سوالات کا جواب جب مولوی ثناء اللہ شائع کر دیں گے تو اصلیت خود بخود کھل جائے گی؟ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے ان کا جواب نہ دیا تو ہم خود حقیقت کو آشکارا کر دیں گے۔ ان سوالات سے اس تعلق کا پتہ لگانا مقصود ہے جو مولوی ثناء اللہ سے عبداللہ بلوچ کا ہے۔

وہ سوالات یہ ہیں

(۱) کیا عبداللہ بلوچ اہلحدیث کے دفتر میں ایک عرصہ تک مقیم رہا ہے یا نہیں

(۲) کیا مولوی ثناء اللہ نے اس کو کوئی کتاب یا کتابیں پڑھائی ہیں یا نہیں۔

(۳) کیا عبداللہ بلوچ کے مضامین کا سلسلہ اہلحدیث میں کبھی نکلا ہے یا نہیں۔

فی الحال میں ان تین سوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور ان کے جواب پر اس سلسلہ کو انشاء اللہ مکمل کروں گا۔ امرتسر کے لوکل ذمہ وار حکام اور قابل پولیس افسروں کو بطور خود تحقیق کر لینا چاہئے کہ عبداللہ بلوچ امرتسر میں کتنے دن ٹھیرا رہا اور کہاں کہاں رہا؟ اس راز کا انکشاف ان کو بہت بڑی مدد دیگا۔

احمدیہ انجمنوں کے قواعد

مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان نے اپنے اجلاس ع۱۱ منعقدہ ۲۸ جون ۱۹۰۷ء میں شاخہائے صدر انجمن احمدیہ کے لئے چند قواعد تجویز کئے ہیں۔ جو بغرض تعمیل شائع کئے جاتے ہیں۔
اس بات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے۔ کہ یہ قواعد ابھی مجلس معتمدین میں پیش نہیں ہوئے بلکہ مجلس ناظم نے پاس کئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ جولائی ۱۹۰۷ء کے اخیر تک یہ قواعد مجلس معتمدین میں پیش ہونگے اور اس وقت جو کمی زیادتی ہوگی۔ اس سے پھر بذریعہ اخبارات اطلاع دی جاوے گی۔ فی الحال ان قواعد کی تعمیل کیجاوے۔ اور جو جو انجمنیں ان قواعد کی تعمیل کریں وہ تعمیل شروع کرنے کے بعد مجھے اطلاع دیں۔ جہاں جہاں انجمنیں ان قواعد کے ماتحت بنجاویں گی ان کو ایک ایک کاپی ان قواعد کی بعد ترمیم کے مکمل کرکے چھاپ کر بھیج دیجاوے گی۔

قواعد منظور کردہ مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ حسب ذیل ہیں

(۱) ہر ایک ایسے مقام پر جہاں احمدیوں کی کافی تعداد موجود ہو۔ ایک مقامی انجمن احمدیہ قایم کیجاوے گی۔ جو زیر دفعہ ۳ قواعد صدر انجمن احمدیہ صدر انجمن احمدیہ کی شاخ سمجھی جاوے گی۔ اور ان کے لئے ان قواعد کی پابندی ضرور ہوگی۔

نوٹ جس مقام میں کافی تعداد نہ ہو۔ وہاں کے احمدی اپنے کسی قریب مقام کی مقامی انجمن کے ممبر سمجھے جاویں گے۔

(۲) ہر ایک مقام میں رہنے والے تمام احمدی مقامی انجمن کے ممبر سمجھے جاوینگے۔ اور انکے واسطے ضرور ہوگا کہ قواعد و ضوابط انجمن کی پابندی کریں۔

(۳) ہر ایک ممبر کے لئے لازمی ہوگا۔ کہ ایک معین رقم چندہ کی لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام اور ضروریات مقامی میں داخل کرے۔ ایسے چندے عموماً ماہوار وصول کئے جاویں گے مگر زراعت پیشہ لوگ اگر چاہیں۔ تو چندہ ششماہی فصل خریف اور فصل ربیع کے موقعہ پر غلہ کی صورت میں ادا کر دیں۔

(۴) جو ممبر اپنی آمدنی کا بیسواں حصہ امداد سلسلہ کے لئے فنڈ انجمن میں داخل کرتے ہیں۔ ان سے سب معین چندے اس رقم میں شامل ہونگے۔

نوٹ (۱) رسالہ الوصیت کے شرائط کو اس بیسویں حصہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جو لوگ الوصیت کے شرائط کو پورا کرنا چاہیں۔ وہ دسواں حصہ آمد کا دیں۔

نوٹ (۲) ایسے چندوں میں سے آٹھواں حصہ یعنے ۲ رفی روپیہ مقامی ضروریات کے لئے وضع کرکے باقی چندہ حسب ہدایت صدر انجمن مختلف مدات میں تقسیم ہوا کرے گا۔

(۵) ہر ایک مقامی انجمن کا فرض ہوگا۔ کہ ایک رجسٹر اپنے ممبروں کا حسب نمونہ ذیل رکھے۔

رجسٹر اسمائے ممبران انجمن احمدیہ مقام

نمبر	نام	ولدیت ۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	چندہ					کیفیت ۴
							[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

۱۔ اگر بیاہی ہوئی عورت ہے تو خاوند کا نام ساتھ دیں۔
۲۔ اصل سکونت ان ممبروں کی ضروری ہوگی۔ جو عارضی طور پر کسی دوسرے مقام پر چلے گئے ہیں۔
۳۔ جہاں معین آمدنی نہ ہو اندازہ کافی ہوگا۔
۴۔ اگر کوئی ممبر فوت ہو جاوے تو خانہ کیفیت میں اس کی تاریخ وفات درج کردی جاوے۔

(۶) ہر ایک مقامی انجمن میں کم از کم حسب ذیل عہدہ دار ہوں گے ایک میر مجلس۔ ایک سکرٹری۔ ایک محاسب۔ ایک امین۔ ایک ناظر۔

(۷) (۱) میر مجلس کا فرض ہوگا کہ جب کبھی انجمن یا اسکی کسی کمیٹی کا جلسہ ہو تو وہ جلسہ میں امن قایم رکھیں اور باضابطہ حاضری ممبران کی پابندی کراویں

(ب) سکرٹری کا فرض ہوگا کہ انجمن یا اسکی کمیٹی کا جلسہ ہو تو اوس کے لئے سب ممبران کو باقاعدہ اطلاع دے۔ اور تمام کارروائی کو ایک رجسٹر روئداد اجلاسہائے انجمن یا کمیٹی میں لکھے۔ تمام ممبران انجمن کا اور اگر انجمن کی کوئی شاخیں ہوں تو اون شاخوں کے ممبران کے رجسٹر رکھیں جو حسب نمونہ قاعدہ ۵ ہوگا۔ صدر انجمن احمدیہ کے تمام احکام اور فیصلہ جات کی تعمیل جہانتک ان کا کسی انجمن سے تعلق ہو بتوسط سکرٹری انجمن احمدیہ عمل در آمد میں آئینگی۔

(ج) محاسب کا فرض ہوگا کہ انجمن یا اگر اس انجمن کے متعلق کوئی شاخیں ہوں تو اون شاخوں کی آمد و خرچ کا باضابطہ حساب رکھیں۔ اور تمام ممبران سے باقاعدہ چندہ وصول کرے اور ممبروں کے چندوں کا ایک کھاتہ رکھیں جس میں تمام رقوم جو کوئی ممبر دے۔ اس کے نام کے سامنے درج ہوتی رہیں۔

(د) ناظر کا فرض ہوگا۔ کہ محاسب اور امین کی کتابوں اور مثلہ جات آمد و خرچ کی ماہوار پڑتال کرکے ان پر دستخط کرے کہ حساب کتاب درست ہے۔

(لا) جو روپیہ از قسم چندہ وغیرہ محاسب کے پاس آئیگا۔ وہ اسے روزمرہ امین کے پاس جمع کرائیگا۔ اور جو بل پاس ہوں گے۔ وہ بھی بغرض ادائیگی روپیہ امین کے پاس پیش ہوں گے۔ اور اسی کے پاس مثلہ جات اخراجات رہینگی۔

(و) جو روپیہ صدر انجمن احمدیہ کی کسی مد یا لنگر خانہ وغیرہ میں بھیجا جاوے گا۔ وہ سکرٹری کے دستخطوں سے برآمد ہو کر جاویگا۔ اور سکرٹری کا فرض ہوگا کہ اس روپیہ کی رسید بعد میں بلوں کے ساتھ شامل کرے۔

(ز) ہر ایک ممبر انجمن کو اختیار ہوگا کہ انجمن کا حساب و کتاب جب چاہے دیکھ سکے۔ ایسا ہی صدر انجمن کے سکرٹری کو اور اس کے ناظر کو اختیار ہوگا کہ جب مناسب سمجھے کسی انجمن کا کوئی رجسٹر اور کاغذات

موقعہ پر یا بذریعہ ڈاک قادیان میں منگوا کر ملاحظہ کرے۔ اور مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کو اختیار ہوگا۔ کہ اگر کسی مقام پر اتفاقاً یا خاص اس کام کے واسطے جائیں۔ تو وہاں انجمن کے کاغذات کو ملاحظہ کریں۔

ح۔ جہاں مناسب آدمی الگ الگ عہدیدار رکھنے کے لئے میسر نہ آسکیں۔ انجمن کو اختیار ہوگا کہ ایک ہی آدمی کے سپرد دو عہدوں کا کام کردے۔

(۸) ان عہدہ داروں کے علاوہ ہر ایک انجمن کو اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت دیگر عہدیدار تجویز کردے۔ جنکی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو دینی ضرور ہوگی۔ ایسا ہی ان قواعد کے ماتحت جو عہدہ دار مقرر کئے جاویں انکی اطلاع بھی صدر انجمن احمدیہ کو دینی ضرور ہوگی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا۔ کہ مصلحت وقتی کے لحاظ سے کسی عہدیدار کے انتخاب کو نامنظور کرے۔ اسکی بجائے خود کوئی آدمی مقرر کرے۔ یا نئے انتخاب کی ہدایت کرے۔

(۹) جس انجمن کے متعلق اپنے ضلع کی شاخوں کا انتظام ہوگا کہ ایک اسسٹنٹ سکرٹری یا سکرٹری مفصلات مقرر کرے جو حسب ہدایت سکرٹری انجمن کام کرے گا۔

(۱۰) ہر ایک انجمن کے سکرٹری کا فرض ہوگا کہ جب کوئی نیا ممبر انجمن میں داخل ہو تو اسکی اطلاع سکرٹری انجمن کو کرے۔

(۱۱) عہدیداران انجمن کا انتخاب سالانہ ہوگا۔ اور یہ انتخاب کثرت رائے سے ہوگا۔

(۱۲) ہر ایک ضلع میں ایک انجمن ضلع ہوگی۔ صدر مقام ضلع یا کسی دوسرے مقام پر جسے صدر انجمن احمدیہ پسند کرے ہوگی۔ اور اس ضلع کی تمام انجمنوں کے چندے انجمن ضلع کی معرفت حضرت اقدس کی خدمت میں یا صدر انجمن احمدیہ میں بھیجے جاویں گے۔ ایسا ہی ہر ایک قسم کی تحریک جو صدر انجمن احمدیہ مختلف انجمنوں میں کرنی چاہے۔ وہ بوساطت انجمن ضلع ہوگی۔

(۱۳) صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا۔ کہ انجمن ضلع کو ایک واعظ اور محصل مقرر کرنے کی ہدایت کرے۔ جو ایک یا ایک سے زیادہ اضلاع میں حسب ہدایت صدر انجمن احمدیہ دورہ کرے گا۔ ایسے محصل اور واعظ کی تنخواہ اگر انجمن ضلع پوری یا حصہ رسدی کے مطابق ادا نہ کرسکے۔ تو اسے لازم ہوگا کہ صدر انجمن احمدیہ سے مناسب امداد کی درخواست کرے ایسا واعظ صدر انجمن احمدیہ کی اجازت سے مقرر ہوگا۔ اور ضروری ہوگا۔ کہ اس نے قادیان میں کچھ عرصہ رہکر صدر انجمن کے اطمینان کے مطابق تعلیم حاصل کی ہو۔

(۱۴) ہر ایک انجمن ضلع ایک مختصر لائبریری رکھیگی جسمیں یہ کوشش کیجاویگی کہ سلسلہ کی تمام کتب اور اخبارات موجود رہیں۔

(۱۵) جو چندہ کسی انجمن میں مقامی ضروریات کیلئے جمع ہوگا۔ اس کا نصف کم از کم انجمن ضلع کی مقامی ضروریات کی مد میں جمع ہوگا۔ جو ضروریات ضلع کے لئے جیسے محصل اور واعظ کا تقرر یا لائبریری کا قایم کرنا یا دیگر اخراجات مشترکہ میں صرف ہوگا۔ ایسا ہی انجمن ضلع کو جو چندہ بحیثیت ایک انجمن مقامی ہونے کے مد ضروریات مقامی ہر ایک انجمن حسب منشا اپنے ہاں کے خود خرچ کرنے کی مجاز ہوگی۔

(۱۶) ہر ایک انجمن انتظامی اور مالی کام ۔ نیز کی سہولت کے لئے ایک

کارکن کمیٹی ممبران انجمن میں سے مقرر کرے گی۔ جس میں علاوہ عہدیداران کے دیگر ذی رائے اصحاب بطور ممبر شامل ہوں گے۔ علاوہ عہدیداران کے دیگر ممبران کی تعداد تعداد عہدہ داران سے دوگنے زیادہ نہ ہوگی۔ ایسے ممبروں کا انتخاب کثرت رائے سے اور سالانہ ہوگا۔

(۱۷) ایسی کارکن کمیٹیاں ان قواعد کی پابندی سے کام کریں گی۔ جو انجمن ان کے لئے تجویز کرے۔ مگر نصف چندہ ضروریات مقامی جسکا ذکر قاعدہ ۱۵ میں آئے۔ اس کے خرچ کرنیکا اختیار ایسی کارکن کمیٹیوں کو صرف اس حد تک ہوگا جس حد تک انجمن انکو اختیار دے۔

(۱۸) انجمن ضلع کی کارکن کمیٹیوں میں علاوہ منتخب شدہ ممبران کے اس ضلع کی مفصلات کی انجمنوں کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ زائد ممبر ہوں گے۔ اور ان کو کمیٹی کارکن کی کارروائی میں جب وہ موجود ہوں۔ حصہ لینے اور رائے دینے کا حق ہوگا۔ لیکن جن امور کا اثر ضلع کی دیگر انجمنوں پر پڑے گا۔ ان کے لئے انجمن ضلع کی کارکن کمیٹی کو واجب ہوگا کہ زائد ممبروں کو بھی اطلاع دے۔

(۱۹) صدر انجمن احمدیہ ہر ایک انجمن ضلع کو جو اس کے قواعد کی پابندی کرے۔ ایک سرٹیفکیٹ زیر قاعدہ ۷ ضمن ۲ قواعد صدر انجمن احمدیہ دے گی۔ ※

(۲۰) مجلس ناظم میں پاس ہونے کے بعد بجٹ سالانہ کی ایک ایک نقل ہر ایک انجمن ضلع میں بھیجی جاوے گی۔ اور ہر ایک انجمن ضلع کو واجب ہوگا کہ فی الفور کارکن کمیٹی کا ایک اجلاس کرے۔ جس میں مفصلات کی انجمنوں کے سکرٹری و پریذیڈنٹ کو بھی بلایا جاوے۔ اور اس بجٹ پر اپنی رائے کا اظہار کرکے بجٹ پہونچنے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر اس بجٹ کو سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس واپس کریں۔ اور ان کو اختیار ہوگا۔ کہ کسی آئیٹم پر کوئی اعتراض کریں ایسے تمام اعتراضات پر مجلس ناظم غور کرکے بجٹ کی مناسب ترمیم کرے گی۔

نوٹ۔ مفصلات کی انجمنوں کے سکرٹری یا پریذیڈنٹ اگر خود ایسی کمیٹی میں حاضر نہ ہوسکیں تو اس انجمن کو اختیار ہوگا کہ انکی بجائے کوئی اور ڈیلیگیٹ بھیجدیں۔

(۲۱) تمام انجمن ہائے احمدیہ کا ایک سالانہ کانفرنس بمقام قادیان دارالامان ہوگا۔ جسمیں مجلس معتمدین کے علاوہ ہر ایک انجمن احمدیہ کے سکرٹری یا پریذیڈنٹ بھی شامل ہونگے۔ یا جس صورت میں سکرٹری یا پریذیڈنٹ نہ آسکیں۔ تو ایک یا دونوں کی بجائے انجمن کو اختیار ہوگا کہ ڈیلیگیٹ کو بھیجے۔ جو اس انجمن کے قائم مقام سمجھے جاویں۔

(۲۲) کانفرنس انجمنہائے احمدیہ بجٹ منظور کردہ مجلس ناظم اور سالانہ رپورٹ پر غور اور بحث کرے گی۔ اور آمدنی کے وسائل سوچے گی اور کانفرنس میں بجٹ پاس ہونے کے بعد مجلس معتمدین میں پیش ہوگی۔ لیکن جو

※ نوٹ انجمن ضلع جب کسی ممبر کی ممبر مجلس معتمدین ہونیکی سفارش کرے تو ضروری ہوگا کہ انجمن ہائے مفصلات کے سکرٹریوں اور پریذیڈنٹوں کو بھی ایسی کمیٹی میں بلاسکے۔

(محمد)

ضروری ترمیم بجٹ میں اثناے سال میں پیش ہوگی۔ اسکی منظوری مجلس معتمدین بلا وساطت کانفرنس کرے گی۔

(۲۳) ان قواعد کے علاوہ ہر ایک انجمن احمدیہ مقامی ضروریات کے لحاظ سے ضروری قواعد تجویز کرنے کی مجاز ہوگی۔ مگر ایسے قواعد کی منظوری ضروری ہوگی۔ کہ پہلے صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کیجاوے۔

سکرٹری مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہنگامۂ لاہور کا مقدمہ

لاہور میں ۱۶ر اپریل گذشتہ کو جب "پنجابی" اخبار کے مالک وایڈیٹر کو حکم سزا عدالت نے سنایا تو بہت سے ہندوؤں نے بلوہ کرکے کئی یورپین کو زدوکوب کرکے بڑا ہنگامہ مچایا تھا منجملہ بلوائیوں کے ۱۲ ہندو زدوکوب ونقصان کرنے کے جرم میں ماخوذ ہیں جنکے نام یہ ہیں:۔

کشن سنگھ۔ سیوارام سنگھ۔ بہاری رام۔ گندرواسین۔ رام چند گھسیٹارام۔ گوور دہنداس۔ کرتار سنگھ۔ لال چند۔ نند سنگھ۔ رام سنگھ۔ نند کشور۔

ان سب ماخوذین پر دفعات ۳۲۳ اور ۱۴۷ تعزیرات ہند کے جرم عاید کیے گئے ہیں۔ انپر سرکار مدعی ہے۔ مذکورہ بالا ۱۲ ماخوذین میں سے کشن سنگھ۔ لال چند اور نند کشور روپوش ہیں۔ رڑکی ہردوار بریلی اور نینی تال تک ان کی تلاش کی گئی مگر ان کا پتہ نہ لگا۔ ۲۶ر ماہ گذشتہ کو یہ سب ملزم مسٹر بائیڈ اسپیشل مجسٹریٹ کے حضور میں پیش کیے گئے۔ مسٹر بائیڈ نے ہر ایک کو ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانت اور دو ضامنوں کے مہیا کرنے کا حکم دیا۔ سب نے ضمانت پیش کردی۔ دو ماخوذ گھسیٹارام اور سیورام سنگھ ضمانت بہم نہ پہونچا سکے اس لئے وہ تا فیصلۂ مقدمہ بدستور حوالات میں زیر حراست رہیں گے۔ مقدمہ کی سماعت جاری ہے۔

مسلمانوں کا دل دکھانیوالی کتاب

۲۲ر ماہ گذشتہ کو بمبئی کی مجلس واضعانِ آئین وقوانین کا جلسہ [پو]نا میں منعقد ہوا۔ جس میں آئندہ مالی سال کے لئے بمبئی کا بجٹ [پ]یش کرنے اور دیگر باتوں کے علاوہ آنریبل مسٹر حبیب اللہ نے [گو]رنمنٹ بمبئی کی توجہ اس امر کیطرف مبذول کرائی کہ اسکولوں میں [ج]سقدر گجراتی زبان کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ کی [ک]تاب کے ۳۰ سبق میں ایسی باتیں مندرج ہیں کہ جن سے مسلمان[وں] کے مذہبی خیالات کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ گورنمنٹ بمبئی نے [جو]اب دیا کہ اس معاملہ پر کامل احتیاط کے ساتھ پورا پورا غور و [خو]ض کیا جائے گا۔

ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے

۱۷ر جون سنہ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں جو مضمون مذکورہ بالا عنوان کے نیچے شایع ہوا ہے اس کے متعلق بعض نہایت ضروری امور پر بحث کر نا رہ گیا تھا جس سے کہ دیانندی ویدک تعلیم کے واقعی عالمگیر نہ ہونے کا کافی سے زیادہ ثبوت ہم پہونچتا تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ناظرین الحکم کو تھوڑی دیر کے لئے اور تکلیف دیکر وہ دلایل اون کے روبرو پیش کرکے اونکی توجہ اس طرف منعطف کریں کہ ان دلایل کے ہوتے ہوئے کسی شرما یا ورما کی کوئی منطق کیسے ویدک تعلیم کو واقعی عالمگیر ثابت کرسکتی ہے؟ ہمارے خیال میں مندرجہ ذیل دلایل کو پڑھنے والا اس بات کے اقرار کرنے پر مجبور ہوگا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے۔ اور کہ فطرت صحیحہ کے بھی برخلاف ہے کیونکہ ویدک تعلیم نے ایسے ایسے کام کرنے کی ترغیب دی ہے کہ جو خود اس کے اصول کے بموجب ہونا ایک تو تکلیف مالا یطاق میں داخل ہے دوسرے امر غیر ممکن ہے اور یہ ظاہر ہے کہ امر غیر ممکن کیطرف رغبت دلانیوالی تعلیم ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہوسکتی اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے۔

اس نمبر کی دلیل اول یہ ہے کہ سری ۱۰۸ سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج بہوسکا میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "اہنسا پرمو دہرما یعنے دہرم یہ ہے کہ کسی جیو کو دکھ نہ دیا جاوے پھر فرماتے ہیں کہ "چلتے وقت دیکھ دیکھکر قدم دہرے تا کہ کوئی کیڑا اپتنگا نہ مارڈالے اور ہمیشہ کپڑے سے چھان چھانکر پانی پیوے۔" سنسکار ودہی صفحہ ۱۹۵ ایسا ہی بہوسکا صفحہ ۳۸ میں اپدیش دیتے ہیں کہ "چیونٹی پتنگے وغیرہ کو ہلاکت گاہ سے ہٹا دینا چاہئے ورنہ پاؤں کے نیچے دب کر یا سندہیا اوپاسن کے وقت آگ میں جلکر مرجاوے گا اور تمہیں پاپ ہوگا۔"

یہ تمام ہدایا کس لئے کیگئی ہیں؟ یہ ذیل کے اقتباس سے ہویدا ہوسکتا ہے اول یہ کہ "ہر جاندار چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ جسم کے ساتھ رہوں یعنے کبھی نہ مروں اسکو آلہنویش (خوف مرگ) کہتے ہیں یہ عالم وجاہل اور ادنی سے ادنی جانوروں میں برابر پایا جاتا ہے" یوگ درشن ادہیائے ۱۔ پاد ۲ سوتر ۹۔ دوئم ہمیشہ ایسی بات کہے جس سے جانداروں کی بہبودی متصور ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے کہ جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہونچے۔ اگر ایسی بات کہی جاوے کہ جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی متصور ہو

٭ کپڑے سے چھان چھانکر پانی پینے کی تو خوب کہی! کیا کپڑے سے چھاننے سے پانی کے کیڑے ہلاکت سے بچ جاویں گے؟ ہرگز ہرگز نہیں! پھر نہ معلوم ایسی تعلیم کس مطلب کے لئے دیگئی! ہاں یاد آیا ایک دفعہ مینے ماسٹر کنہیا لعل (سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اینگلو ورنیکولر سکول لاہور چھاؤنی) سے دریافت کیا تھا کہ سنسکار ودہی میں جو پانی کو چھان چھانکر پینے کی تعلیم ویدک اصول کو مدنظر رکھکر دی گئی ہے اسپر انسان کیسے عملدرآمد کرسکتا ہے؟ کیا یہ پانی کو چھاننا پانی صاف کرنے کے لئے ہے یا کہ کیڑوں کو ہلاکت سے محفوظ رکھنے کے لئے؟ اس کا جواب ماسٹر صاحب نے یہ دیا تھا کہ یہ حکم پانی صاف کرنے کیلئے ہے اسپر مینے کہا کہ اگر یہ حکم پانی صاف کرنے کیلئے مانا جاوے تو یہ حکم کہ چلتے چلتے وقت دیکھ دیکھکر قدم دہرے تا کہ کوئی

او سے سچ نہیں کہہ سکتے ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے“ بھومکا صفحہ نمبر ۱۰۹
ان مذکورہ بالا احکام پر غور کرنے سے ہر ایک انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ احکام کس قدر سختی اپنے اندر رکھتے ہیں اور کیونکر انپر عمل درآمد کرنا ایک تو تکلیف مالایطاق میں داخل ہے دوسرے امر غیر ممکن ہے۔ ارشاد اول پر اگر کوئی عمل درآمد کرنے کی کوشش کرے یعنی ”اہنسا پرمودہرما“ تو اس کے لئے اپنی زندگی کی ضروریات کا پورن کرنا بہت مشکل ہو سکتا ہے ۔ — — — — — — — — — کیونکہ جب یہ دھرم ہے کہ کسی جیو کو دکھ نہ دیا جاوے تو دہارمک وہی منش ہو سکتا ہے جو جیو کو اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے نشٹ نہ کرے اور جو اس کے برخلاف چلے یعنے اپنے شریر کی رکھشا کیخاطر جیوں کو دکھ دیوے تو وہ دہارمک منش ہو سکتا ہے نہیں اور یہ ایک ایسا مشکل کام ہے کہ ہر ایک منش اسکو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ واقعی ایسا کرنا ٹیڑھی کھیر ہے کیونکہ ہوا میں کیڑے ہونا پانی میں کیڑے ہونا تسلیم شدہ امر ہے ایسا ہی آریہ پرشوں کے نزدیک ہر ایک درخت انسانی جون سے اپنے برے گنوں کے انوسار درخت بنا ہے پس کون ایسا ہے جو اس حکم پر چل سکے گا؟ اور کون ایسا منش جاتی ہے کہ ایسے شبد کو ایشور کرت تسلیم کرکے اس کے آگیا پالن کرنیکا شوق ظاہر کریگا جبکہ اسپر اوس سے عمل ہونا بہت مشکل ہے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ایشور کے آگیا کے انوکول ہونے سے پورن سکھ کو پراپت ہوتے ہیں مگر اس آگیا کے انوکول ہونے سے پورن دکھ کو پراپت ہونیکا پورن سامان ہے جس سے منش جاتی کا بیڑا غرق ہونا نہ صرف ممکن بلکہ یقینی امر ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی تعلیم کو ایشور کرت وہی تسلیم کرسکتا ہے جو کہ بدھی سے محض خالی ہو کیونکہ یہ تعلیم تکلیف مالایطاق ہے جس پر عمل کرنے سے دکھ کو پراپت ہوتے ہیں اسلئے ایسی تعلیم عالمگیر ہونیکا حق نہیں رکھتی پھر ویدک تعلیم کا یہ آگیا دینا کہ چلتے وقت دیکھ دیکھکر قدم دھرے تا کہ کوئی کیڑا پتنگا نہ مار ڈالے اور ہمیشہ کپڑے سے چھان چھان کر پانی پیوے* اور کہ چیونٹی پتنگے وغیرہ کو ہلاکت گاہ سے ہٹا دینا چاہئے ورنہ پاؤں کے نیچے دب کر یا سند ہیا اوپاسن کیوقت آگ میں جل کر مر جاوینگے

* کیا اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی ویدک تعلیم عالمگیر ہونیکا حق رکھتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب ایک طرف ویدک تعلیم ظاہر کرتی ہے کہ گائیں بکری بھیڑ وغیرہ کسی وقت میں انسان تھے جو کہ اپنے برے عملوں کے کارن پشو وغیرہ کے جونوں میں داخل کئے گئے دوسری طرف یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہمیشہ ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی تباہی یا فنا مقصود نہ ہو — — — — — — — اگر ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی تباہی یا فنا مقصود ہو تو وہ سچ نہیں ہوتا تو بھی صاف ظاہر ہے کہ وید کا ذیل کی دعا سکھلانا ہرگز ہرگز بھی تعلیم نہیں ہے یعنے یہ کہ ”اے پرمیشر آپکی عنایت سے ہمیں اس آشرم (خانہ داری) کے اندر گائیں بھیڑ بکری وغیرہ جانور .... حاصل ہوں“ بھومکا صفحہ نمبر ۱۰۱ کیونکہ دعا مانگنے جب کے لئے تو دعا ہے مگر جو گائیں بکری بھیڑ وغیرہ کی خواہش ہے وہ دوسروں کے لئے بددعا ہے یعنے اونکو گائیں بھیڑ بکری وغیرہ بننے کے لئے ویسے جرم کرنے کے لئے بددعا دیگئی ہے جو کہ اس تعلیم کے بالکل خلاف ہے کہ ”ایسی بات کہی جاوے؟“

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) کیڑا پتنگا نہ مار ڈالے کیونکہ اگر کوئی کیڑا پتنگا پاؤں کے نیچے دب کر یا آگ میں جلکر مرگیا تو تمہیں پاپ ہوگا“ کیا مطلب رکھتا ہے؟ کیا کوئی انسان کیڑوں پتنگوں کو ہلاک کرنے سے اپنے تئیں کلی طور بچا سکتا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں اور کہ اس حکم سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سوامی جی نے پانی چھان چھان کر ...

اور تمہیں پاپ ہوگا“ ایسا سخت حکم ہے کہ کوئی منش جاتی اس آگیا کے انوکول اپنا گزر کر سکتا ہی نہیں کیونکہ یہ کام فارغ انسان کر سکتا ہے کہ چلتے وقت ٹانگیں چوڑی کرکے چلے اور ہر ایک کیڑے پتنگے کا خیال رکھے مگر فارغ انسان بھی وہی کیڑے پتنگے بچا سکتا ہے کہ جو اسکو نظر آتے ہوں اور جو نہیں اونکی نظر حاوی نہیں ہو سکتی اونکا بچانا اوس کے لئے ناممکن ہے لیکن وید آگیا ہے کہ ”ایسا کام کرے جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی مقصود نہ ہو“ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وید کا آگیا پالن منش جاتی کر سکتا ہے نہیں جبکہ ایکطرف اوسکو یہ اپدیش دیا جاتا ہے کہ ”اہنسا پرمودہرما“ دوسریطرف یہ کہ ”ہمیشہ ایسی بات کرے جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی مقصود نہ ہو“ اور کہ ”اگر (کیڑا پتنگا) پاؤں کے نیچے دب کر یا آگ میں جلکر مرگیا۔ تو تمہیں پاپ ہوگا“ بجز ایسی صورت کے کہ پانی پینا۔ سانس لینا۔ چلنا پھرنا۔ روٹی پکانا کھانا وغیرہ چھوڑنا منش جاتی سے ناممکن ہے کیونکہ یہ تمام صفات اوسمیں انادی ہیں جو کہ کسیطرح بھی اوسکی فطرت سے جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ ویانندی اصول کے بموجب جب ذاتی صفت کو پرمیشر بھی پلٹ نہیں سکتا۔ باوجودیکہ وہ سرب شکتی مان بھی ویانندی اصول کے بموجب بنا ہوا ہے تو کیونکر یہ بات تسلیم کیجاوے کہ منش جاتی اپنی ذاتی صفت کو بدل سکتا ہے؟ پس جب ذاتی صفت نہیں بدل سکتی تو مذکورہ بالا احکام پر عمل درآمد کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ عالمگیر مذہب کے لئے یہ ضروری ہے کہ اوسمیں ایسی تعلیم نہ ہو جو تکلیف مالایطاق اور امر غیر ممکن ہو۔ مگر ویدک تعلیم سراسر وہ حکم دیتی ہے جو تکلیف مالایطاق اور امر غیر ممکن ہے تعجب کہ جس صورتمیں ویدک تعلیم کا اقرار ہے کہ جو چیز غیر فانی ہوتی ہے اوس کا نام صفت اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے کیونکہ اونکا جوہر (آدہار) غیر فانی ہے“ بھومکا صفحہ ۲۶ تو کیوں ایسا حکم دیتی ہے کہ ”ایسی بات کہے جس سے جانداروں کی فناہ یا تباہی مقصود نہ ہو اور اگر ایسا کام کرے کہ جس سے جانداروں کی تباہی مقصود ہو تو اوسے سچ نہیں کہہ سکتے“ بھومکا صفحہ ۱۰۹ جس حالت میں کہ منش جاتی غیر فانی فعل صفت وغیرہ کے سبب پانی کے کیڑوں ہوا کے کیڑوں اور

* کہ جس میں جانداروں کی بہبودی ہو“ گو دعا کرنیوالیکا فائدہ ہو مگر اونکا فائدہ نہیں ہے جو جاندار ہیں کیونکہ اس دعا گو کی دعا جب قبول ہوگی تو دوسروں کی شامت آجاویگی کیونکہ پشو بننا پڑیگا پس صاف ظاہر ہے کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے کیونکہ وہ خود ایک کام سے روکتی کی تعلیم دیکر بھی ایسی تعلیم دیتی ہے کہ اوسپر چلنے سے منع کیا ہوا کام خود بخود اوسکے ضمن میں ہو جاتا ہے۔ منہ

** پینے کی تجویز محض اسی لئے سوچی کہ کوئی جیو پیٹ کی بھٹی میں نہ جاوے گو صفائی کا پہلو بھی اس سے ممکن ہو سکتا ہے۔ مگر سوامی جی کی نظر عنایت تو خاصکر کیڑوں پتنگوں کی رکھشا کیطرف تھی اسلئے اوس ضمن میں یہ حکم جی دیا گیا اسپر ماسٹر جی سے بڑی لمبی بات چیت ہوئی تھی مگر آخر کو سوامی جی کی کرتوتوں نے ماسٹر جی کو لاجواب کرا ہی دیا کیونکہ سوامی جی نے وہ وہ باتیں سکھائی ہیں جو کہ بالکل بے معنی ہیں اور کہ جنپر انسان کا چلنا بہت مشکل ہے۔ جب سوامی جی کہتے ہیں کہ کوئی کیڑا پاؤں کے نیچے یا آگ میں جلکر مرگیا تو تمہیں پاپ ہوگا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کیڑے پانی چھاننے سے پانی سے باہر نکالے جاوینگے اگر وہ مرگئے تو پانی چھاننے والیکو پاپ ہوگا ایسا ہی پانی پینے سے جو پانی کے کیڑے پیٹ کی بھٹی میں جاکر نشٹ ہو جاوینگے اوس کا پاپ ہوگا۔ پس کون ہے جو ایسی تعلیم کو ایشور کرت تسلیم کرے؟ کیونکہ پیاس لگنا اور پانی پینا فطرتی خاصہ ہے جو منش جاتی میں فطرتی طور پر ودیعت کیا گیا ہے اور فطرتی امور آریہ سماج کے نزدیک انادی ہیں اور انادی چیز ضائع نہیں ہو سکتی اور پرمیشر کسی کی ذاتی صفت کو بقول آریہ سماج بدل نہیں سکتا پس کیڑوں کو ہلاک کرنے سے منش جاتی کیسے بچ سکتا ہے؟

زمین پر رینگنے والے کیڑوں کو تباہ کرتی ہیں؟ کیا یہ منش جاتی کا قصور ہے یا ادنیٰ غیر فانی فعل وصفت کا اگر غیر فانی صفت کا وفعل کا ہے تو پاپ ہونا چہ معنے دارد لطف یہ ہے کہ اس اصول کے بموجب کوئی گناہ گناہ نہیں ثابت ہو سکتا کیونکہ گناہ تو اوسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب فعل اور صفت کو فانی ہی تسلیم کیا جاوے مگر جب فعل وصفت وغیرہ تمام غیر فانی ہیں جو فاعل کی ذات سے جدا نہیں ہو سکتے اور نہ پرمیشر ذاتی صفت کو پلٹ سکتا ہے تو گناہ کس چیز کا نام ہے جس کے عدم وجود سے پاپ سے رہت ہو سکتی ہے؟ ہم ذرا واضح کر کے بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین غور کر کے ویدک تعلیم کے آدھار (جوہر) سے اچھی طرح واقف ہو جاویں مثلاً جس مذہب میں یہ مانا گیا ہے کہ ہر ایک چیز معہ اپنے وجود اور قوتوں طاقتوں اکششوں کے از خود اور غیر فانی ہے اور جسکے ہاں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی چیز فنا نہیں ہوتی اور کہ فعل صفت تمام بھی غیر فانی ہیں اور کہ ذاتی صفت کسی کی بدل نہیں سکتی اور نہ کوئی کسی کی ذاتی صفت کو پلٹ سکتا ہے اور دھرم یہ ہے کہ کسی جیو کو دکھ نہ دیا جاوے۔ ہمیشہ ایسی بات سمجھے اور کرے کہ جس سے جانداروں کی فنا اور تباہی نہ ہو۔ اگر ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی تباہی اور فنا ہو تو ایسا کرنے سے پاپ ہوتا ہے اور اسکو سچ بھی نہیں کہہ سکتے" اب کون ایسا ہے جو فیصلہ کرے کہ فلاں فعل گناہ ہے اور فلاں فعل گناہ نہیں مثلاً حکم ہے کہ تو چوری نہ کر اور تو جھوٹ نہ بول اور اگر ایسا کریگا تو تو گناہگار رہیگا" یہ اسی صورت میں گناہ ہے کہ اس کے کرنے پر بھی اگر فاعل کو اختیار ہے اور نہ کرنے پر بھی اختیار ہے اور نیز فعل اسکی ذات کے ساتھ ایسا پیوست نہیں ہے جو کسیطرح بھی اوسکی ذات ہی جدا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ افعال اسکی ذات سے جدا نہیں ہو سکتے تو وہ مجبور ہے اور اسکی ذات پر جبر کیا جاتا ہے جو اسکو گناہگار کہا جاتا ہے پس اسیطرح غور کرنا چاہئے کہ جب پانی پینا منش جاتی کا فعل ذاتی ہے ایسا ہی چلنا پھرنا سانس لینا وغیرہ اور آگ کر نیسے جانداروں کی تباہی بھی لازمی امر ہے تو پھر اوسکو گناہ کیوں کہا جاتا ہے جس حالت میں کہ ذاتی صفت اور فعل وغیرہ وغیرہ فانی ہیں ان عقائد سے ایک اور گورکھ دھندا بھی حل ہو جاتا ہے جسکو تناسخ کہا جاتا ہے تناسخ کے چکر میں پڑ جاتا ہے جس نے گناہ کیا ہو۔ مگر جب گناہ کی ماہیت ہی معلوم نہیں بلکہ ہر ایک فعل ذاتی اور غیر فانی ہے تو آواگون چکر کیسا؟ ہے جب یہ مانا گیا کہ ہر ایک شے غیر فانی ہے اور اس کا صفت اور تمام فعل غیر فانی ہے اور اسکی استعدادیں قوتیں طاقتیں وغیرہ غیر فانی ہیں اور اسکی ذاتی صفتیں بدل نہیں سکتیں تو کس بنا پر اسکو آواگون کے چکر میں ڈالا جاتا ہے مثلاً ایک شخص کو چوری کرنے کی عادت ہو اور آریہ سماج تسلیم کرتی ہے کہ یہ عادت اس منش میں ذاتی ہے کیونکہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا اگر اس عادت کو ذاتی نہ مانا جاوے تو یہ عادت موجود نہیں ہو سکتی کیونکہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا اور یہ عادت از فعل چونکہ غیر فانی ہے بھومکا صفحہ ۲۶ - اسلئے یہ عادت دور بھی نہیں ہو سکتی پس یہ فعل گناہ کسطرح ہوا اور اسکو ترک کرنا کیونکر ممکن ہوا؟ جب حالتیں کہ پرمیشر بھی کسی کی ذاتی صفت کو پلٹ نہیں سکتا؟ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ پرمیشر کی اگیا کے الٹ کول نہ چلنے کو گناہ مانا گیا ہے اور پرمیشر کی اگیا کے انوکول چلنا ہی پاپ سے رہت پانا ہے - - - -

مگر دوسرے مذاہب نے پرمیشر کو ایسا تنگدست نہیں بیان کیا ہے کہ وہ ذاتی صفت کو نہیں پلٹ سکتا اور نہ کسی صفت کو فنا کر سکتا ہے خاص کر مقدس اسلام نے صاف فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو فنا کرنے کے لئے دوسری چیز پیدا کی ہے جس سے کہ مردہ قوتیں نشوونما پاتی ہیں مثلاً سوختگی آگ کا ایک ذاتی صفت ہے - - -

اس ذاتی صفت کے مقابلہ کے لئے خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے ایسا ہی پیاس کے لئے پانی - ایسا ہی آگ کی ذاتی صفت جلانا ہے مگر اسکے بالمقابل پانی اوس کی ذاتی صفت کو پامال کر دیتا ہے اور کہ پانی کی ذاتی صفت ٹھنڈا کرنا ہے مگر پانی کو آگ پر رکھ کر گرم کرنے کے بعد اوس کی ذاتی صفت کو بدلا اوس سے خوانٹشن کا کام لیا جاتا ہے

پہلے گرمی پہنچائی جاتی ہے۔ ایسا ہی حرص کے بالمقابل قناعت وغیرہ ہزاروں کام ہیں جو انسان کر لیتا ہے پھر کیسے مانا جاوے کہ وہ جیون و بھگوان ذات اونکی ذاتی صفت کو پلٹنے سے بے بس ہے یہ دیانند کی سخت غلطی ہے کہ اس نے ایسی تعلیم کو جسکو خود اسی فکر والا ہی رد کر سکتا ہے عالمگیر بتانے کیلئے زور مارا ایسا ہی شرما صاحب کی سخت گمراہی پر دال ہے کہ انہوں نے خواہ مخواہ تکلیف اٹھائی جو بیان کیا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے حق یہی ہے کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے کیونکہ وہ ایسی تعلیم دیتی ہے کہ جو ایک تو زٹلیات کا مجموعہ ہے دوم تجربہ صحیحہ کے برخلاف ہے کیا کوئی منش جاتی ایسی حالتیں ثابت کر سکتا ہے کہ پرمیشر ذاتی صفت کو بدل نہیں سکتا جیسا کہ انہیں کہ اوس نے ہزاروں چیزوں کی ذاتی خاصیت کو خود ہی بدلکر دکھایا ہے کیا ایک حریص قناعت کا تجربہ کرنے کے بعد مان سکتا ہے کہ حرص دور نہیں ہو سکتی وغیرہ چونکہ ہم نے "تناسخ کا قلع قمع" والے مضمون میں اسبات پر اچھی طرح بحث کرنی ہے (انشاء اللہ) اسلئے سردست چند الفاظ اور بیان کر کے اصل مقصد کیطرف رجوع کرتے ہیں مذکورہ بالا تحقیقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کے رو سے انسان کے نیکی باختیار کرنے کی حالت میں بدی کی تمام قوتیں فنا ہو جاتی ہیں ایسا ہی نیکی کی بیش از بیش قوتیں فنا ہو جاتی ہیں ایسی ہی نیکی کی بیش از بیش قوتیں طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ اسوقت بالکل پاک صاف ہو کر اپنے خدا کے ساتھ ایسا پختہ تعلق پیدا کر لیتا کہ پھر وہ بدی نہیں کر سکتا ہے اور اون تمام احکام کو گرہن کر لیتا ہے جنکے کرنے کی پرمیشر نے آگیا دی ہے اور ان تمام کو تیاگ دیتا ہے کہ جس کے لئے پرمیشر نے منع کیا ہے اور اسطرح نیچ پست کرنے اور ہست نیست کرنیکا مسئلہ ایسا صفائی سے حل ہو جاتا ہے کہ پھر اوس کے کوئی اعتراض پیدا ہو سکتا ہی نہیں مگر ویدک تعلیم ایسی واقع ہوئی کہ اسمیں پرمیشر کی آگیا پر چلنا پرمیشر کے حکم کے بموجب ہی مشکل ہے کیونکہ جب ہر ایک منش میں قوتیں طاقتیں استعدادیں از خود ازلی ابدی ہیں اور فعل صفت اور تمام وغیرہ غیر فانی ہیں تو منش جاتی کا ہر ایک فعل عین ثواب یعنے پن میں داخل ہے کیونکہ ہر ایک کام مجبوراً کرتا ہے محض اسلئے کہ جب ذاتی صفت کو پرمیشر ہی پلٹ نہیں سکتا تو وہ کس باغ کی مولی ہے جو بدل سکے؟ پس اس سے نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ چوری کرنا زنا کرنا جھوٹ بولنا فساد کرنا وغیرہ وغیرہ تمام افعال غیر فانی ہیں جو کسیطرح کسی ایسے وجود سے جدا نہیں ہو سکتے جو اسمیں موجود ہیں اسلئے لازم آیا کہ چور چور رہیگا۔ زناکار زناکار۔ بدنظر بدنظر۔ شرابخور شرابخور۔ کوا کوا۔ ہاتھی ہاتھی۔ چیل چیل۔ سوئر سوئر۔ گھوڑا گھوڑا۔ گائے گائے۔ بیل بیل۔ مرد مرد۔ عورت عورت وغیرہ وغیرہ رہیں گے لہذا فیصلہ ہوا کہ کہ تناسخ محض غلط اور قطعاً ناقابل سماعت ہے اور ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے۔

ویدک تعلیم کے ایشور کرت نہ ہونے کی ایک دلیل تو یہی ہے جو مذکور ہو چکی دوسری دلیل پرکاش نمبر ۴۴ جلد ۳ صفحہ ۱۱ میں "آریہ سماج اور سوراجیہ" کے عنوان کے نیچے جو لالہ منشی رام جی نے تحریر کی ہے کافی سے زیادہ ہے اور ویدک تعلیم کے واقعی عالمگیر نہ ہونے پر اچھی طرح روشنی ڈالتی ہے منشی رام جی تحریر کرتے ہیں "اسمیں (وید) جو اپدیش ہیں وہ آریوں کے دھرم کے مطابق ایسے ہونے چاہئے جو ہر ایک دیش اور ہر حالت میں ایک حالتیں کام کر سکیں" اب ظاہر ہے کہ جب آریوں کے پرم دھرم کے مطابق ویدک اپدیش ایسا ہونا چاہئے کہ جو ہر ایک اور ہر دیش اور ہر حالت میں ایک حالت میں کام کر سکے تو ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے کیونکہ ویدک تعلیم ہر ایک اور ہر دیش کے لئے ہرگز ہرگز کار آمد نہیں ہے خاصکر برسات کے دنوں میں تو وہ مشکلات کا پہاڑ ہو جاتی ہے جو کہ آریہ ورت اور بھارت ماتا کے پوتروں کو بھی اول درجہ کا پاپی بناتی ہے اور وہ ایسا اپدیش دیتی ہے کہ اسپر بھارت ماتا اور آریہ ورت کا قابل فخر پوتر بھی عمل درآمد نہیں کر سکا جسکا نام نامی سوامی دیانند سرسوتی ہے کیونکہ اوس نے پانی کم ہونے کے زمین پر رینگنے والے کیڑے پتنگوں کو ایسی بے رحمی سے ہلاک کیا کہ توبہ ہی بھلی پس جس حالت میں ایسے بڑے اور قابل فخر مہان منش کو پاپ سے رہت نہیں ہوئی بقول دیانندی ویدک اصول کے

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پہلے سال ۸ھ میں جب یہ اسلام لائے تو عذرہ اور سعد ہذیم کی طرف ایک فوج لیکر گئے اور وہاں دعوت اسلام دینی شروع کی۔ اور جب یہ مقام سلاسل میں پہونچے تو وہاں لڑائی شروع ہوگئی (جو اسی نام سے غزوہ سلاسل کرکے مشہور ہے) چونکہ فوج اون کے پاس ناکافی تھی اس لئے آنحضرت سے مدد مانگی آپ نے ابو عبیدہ رض کو مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بھیج دیا اور فرمایا کہ تم مخالفت نہ کرنا اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ عمرو بن العاص رض کی تدابیر اور دانشمندی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسقدر اعتماد تھا کہ ابو عبیدہ رض ایسے عظیم الشان جنرل کو آپ نے کسی امر میں عمرو بن العاص رض کی مخالفت نہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ابو عبیدہ رض جب وہاں پہونچے تو اونہوں نے عمرو بن العاص رض سے صاف کہدیا کہ آنحضرت صلعم کا حکم ہے کہ میں تمہاری مخالفت نہ کروں اسلئے اگر تم میری مخالفت بھی کروگے تو میں اطاعت کروں گا۔ عمرو بن العاص رض اس اعزاز سے بہت خوش ہوئے کہ ابو عبیدہ رض جیسا عظیم الشان شخص اوس کا ماتحت کرکے کمک کے لئے بھیجا گیا ہے۔ آخر عمرو بن العاص نے اوس مقام کو فتح کیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے اون کو عمان میں دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ وہاں دو مجوسی بہت بڑے رئیس تھے اون سے لڑائی ہوئی اور وہ حصہ فتح ہوگیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو وہیں کا عامل مقرر کردیا۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو عمرو بن العاص رض نے مرتدین کی جنگ میں حضرت ابوبکر کے ساتھ ملکر کام کیا۔ انکی تدابیر اور مشورے خلافت مآب نے نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھے۔ اور سعد ہذیم اور عذرہ کا متولی اون کو بنادیا جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے وعدہ بھی کیا تھا جب جنگ شام کا معاملہ درپیش ہوا تو حضرت ابوبکر رض نہایت متردد تھے۔ کیونکہ اس وقت اسلامی دنیا ایک نہایت محدود فرقہ کا نام تھا اور اوسمیں بھی مرتدین کیوجہ سے ایک تزلزل پیدا ہوگیا تھا اور غیر پر حملہ کرنا تو درکنار خود اپنی حالت کی اصلاح مشکل تھی۔ مگر چونکہ نبوت کے ارادوں کی تکمیل حضرت ابوبکر رض نہایت مناسب اور ضروری خیال کرتے تھے اس لئے وہ تین ہزار فوج جو رسالت مآب نے شام میں دعوت اسلام کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تھا حضرت ابوبکر رض نے بھی اوس کا بھیجنا ضروری خیال کیا۔ اور اسامہ بن زید اور یزید رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں بسم اللہ کرکے اوسکو شام کیطرف بھیجدیا۔ اون کو اس وقت کسی ایسے مدبر اور بہادر کی تلاش تھی کہ جو اسی تھوڑی سی فوج سے شام میں کارہائے نمایاں انجام دے۔ کیونکہ خلافت امداد اور کمک کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ بلکہ سچ پوچھئے تو اس فوج کے بھیجنے کے بعد اوس کے پاس کوئی جنگی طاقت باقی ہی نہیں رہی تھی۔ سب سے پہلے انکی نظر عمرو بن العاص رض ہی پر پڑی۔ چنانچہ ان سحر آمیز الفاظ میں اونکو خط لکھا۔

"من جانب ابوبکر رض بجانب عمرو بن العاص رض سلام علیک۔ میں نے تمکو اسی عہدہ پر مقرر کیا جس کا وعدہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا لیکن اب میری یہ مرضی ہے کہ تمہارے متعلق ایک ایسا کام کروں جو تمہارے موجودہ کام سے تمہارے لئے دین و دنیا دونوں میں زیادہ بہتری اور اللہ کی رضامندی کا باعث ہو۔ بشرطیکہ اپنے موجودہ کام کو تم چھوڑنا پسند کرو۔" عمرو بن العاص رض فوراً سمجھ گئے اور ان پر جوش الفاظ میں جواب لکھا۔

"میں اسلام کے ترکش کا ایک تیر ہوں۔ اور آپ تیر انداز ہیں جدہر چاہیں لگائیں۔ یہی وہ موقع ہے کہ جسمیں آپ کو اچھے اچھے عمدہ عمدہ مضبوط مضبوط تیر منتخب کرکے چلانا چاہیئے۔"

اس جواب سے حضرت ابوبکر رض بہت خوش ہوئے۔ اور ایک حصہ فوج پر افسر کرکے اون کو فلسطین کیطرف روانہ کیا جہاں متعدد لڑائیاں لڑکر اونہوں نے فتوحات حاصل کیں۔ اور بیت المقدس بھی ۱۵ھ میں فتح کیا۔ جہاں صلح کے معاملہ میں حضرت عمر رض بھی گئے تھے جو اوس کے تین برس بعد ۱۳ھ میں خلیفہ ہوئے

عمرو بن العاص رض کی سلطنت اسلام کی یہ اہم خدمات اور اون کے یہ عظیم الشان کارنامے صاف بتلاتے ہیں کہ اونکی ذات خداوند عالم کی اون بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جو اون نے قرن اول میں اسلام کو عطا کی تھیں۔ اور یہ بہادروں کے اون غیر معمولی افراد میں سے تھے جن کے آگے سلطنت قائم کرلینا یا اوسکی بنیاد اکھاڑ دینا ایک بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔

اعلے درجہ کی بہادری اور اعلے درجہ کی سیاسی اور مدبرانہ قابلیت کا اجتماع تاریخ میں اور نیز عادتاً بیحد غیر معمولی امر ہے۔ اور اگر اسکی کوئی نہایت بدیہی مثال پیش کیجاسکتی ہے تو یہی عمرو بن العاص رض کی مثال ہے۔

بحریوں کی عادت کے خلاف اونکے اندر علمی دلچسپی کا بھی مادہ تھا۔ مصر میں یحییٰ نحوی جو یونانی فلسفہ سے واقف تھا اکثر اونکی مجلس میں آتا بلکہ یہ شوق سے خود بلواتے تھے اور فلسفے کے مسائل اور نکات میں دلچسپی لیتے تھے۔ انکی ہی تاریخی حد میں کتب خانہ اسکندریہ کی بحث آتی ہے۔ مگر چونکہ تاریخی دنیا میں اوسکی تنقیح ہوچکی کہ خود اونہیں لوگوں نے اوس کو جلایا مسلمان اس کے ملزم نہیں ہیں اسلئے ہم اس بحث کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رض کی خلافت کا زمانہ آتے ہی اسلامی حکومت کی بساط پر نئے مہرے آجاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں عثمان رض کا رضاعی بھائی عبداللہ بن سرح مصر کا حکمران مقرر ہوکے جاتا ہے اور عمرو بن العاص رض بلا وجہ معزول ہوکر واپس آتے ہیں۔ کچھ اونہیں کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام عمال سلطنت اس زمانہ میں بدل دیئے گئے۔ اور خلافت مآب کے متوسلین اوس کے بجائے مقرر ہوئے۔ اس عام انقلاب میں عمرو بن العاص رض کی معزولی صرف بلا جرم ہی نہیں بلکہ بلا وجہ بھی ہے اس وقت ہم اس امر کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے کہ یہ فعل اچھا تھا یا برا۔ اور اسمیں حضرت عثمان رض جسٹیفائڈ تھے یا نہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ یہی وہ سنگ فشاں تھا جسپر خلیفہ کے قتل کے شورش انگیز جذبات کی تیغ کی دھار تیز کیگئی تھی۔

اوس زمانہ میں حضرت عمرو بن العاص رض نے اپنا قیام فلسطین میں رکھا۔

کبھی وہ پیش بھی آتے تھے حضرت عثمانؓ کی اگرچہ بڑائی نہیں
کرتے تھے لیکن اون کے خیرخواہ بھی نہیں تھے۔ آخر جب
حضرت عثمانؓ بھی ۳۵ھ میں مقتول ہوگئے تو حضرت علیؓ
کی باری آئی جنکی نسبت حضرت عمرؓ کی پیشگوئی تھی کہ وہ مزاج
نہیں اور جبہ بردہ اون کے قابو میں نہیں رہ سکیں گے۔ چنانچہ یہی
ہوا۔ اور بڑے بڑے بہادروں اور مدبروں کو جو حضرت
عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اونکی نگاہوں کے اشارہ پر چلتے تھے
یہ اپنے قابو میں نہ رکھ سکے۔ مثلاً امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ وغیرہ
بہت ممکن تھا کہ اگر حضرت علیؓ اس موقع پر پہر اون کو مصر کا گورنر
کرکے بھیجتے تو وہ کبھی انکی اطاعت سے منحرف نہیں ہوسکتے
تھے۔ مگر انہوں نے اپنے ربیب محمدؓ بن ابو بکر کو بھیجا اور عبداللہ
بن سرح کو معزول کر دیا۔ ہم اس وقت اس سے بھی بحث نہیں
کریں گے کہ اوس الزام سے حضرت علیؓ کہانتک بری ہیں جو حضرت
عثمانؓ پر اپنے قرابت مندونکی محبت کا لگایا تھا مگر یہ ضرور
کہیں گے کہ انہوں نے مذہب کی سخت پابندی کیوجہ سے اپنی
خلافت کی رفتار یکسر سپاہیانہ رکھی نہ کہ مدبرانہ جس کا آخر میں ناگوار
نتیجہ جنگ صفین کی شکل میں پیدا ہوا جس نے خلافت کی عنان
بنی ہاشم کے ہاتھ میں سے لیکر بنی امیہ کے ہاتھ میں دیدی۔
یہی وہ پولیٹیکل بازی تھی جسکو عمرو بن العاصؓ جیسے حریف نے
ایک ادنیٰ اشارہ میں جیت لیا۔ اس ناگوار واقعہ کے متعلق ہم زیادہ
شرح وبسط جایز نہیں رکھتے۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تحقیق میں
کوئی امر ایسا بھی ہو جو کسی گروہ کے مخالف ثابت ہو۔ مگر تاہم یہ
کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضرت علیؓ کی جلد بازی نے خلافت کو ان
زبردست حریفوں کا شکار بنا دیا۔ اور اونکی کمزور پالسی کیوجہ سے
اون کو یہ موقع ہاتھ آیا۔

شکاری ہر وقت دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ لیکن اقتضائے
دانشمندی یہ ہے کہ انسان خود کو ایسا نہ بنائے کہ شکاری شکار
کرسکیں۔ یہ رائے جو ہم نے بیان کی خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ
کی رائے ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ "اگر حضرت علیؓ نے اتنی
جلدی نہ کی ہوتی تو رفتہ رفتہ میں ان حریفوں کے ہاتھ پاؤں توڑ
کے رکھدیتا"

خیر جو ہوا سو ہوا۔ امیر معاویہؓ کو خلافت کے حقوق جب
مل گئے تو اونہوں نے عمرو بن العاصؓ کو پہر مصر کیطرف بھیجا۔
اونہوں نے وہاں جاکر محمدؓ بن ابو بکر کو قتل کر ڈالا۔ اور امیر معاویہؓ
کی ماتحتی میں پہر وہاں کے والی ہوگئے اور آخر عمر تک رہے ۴۳ھ
میں فسطاط میں جسکو اونہوں نے مرکز حکومت قرار دیا تھا وفات
پائی اور المقطم میں دفن ہوئے۔

جسوقت مرنے لگے تو بہت روئے۔ اونکے بیٹے عبداللہ نے
کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ کیا موت کے خوف سے؟ فرمایا کہ نہیں
بلکہ حساب کے خوف سے۔ اونہوں نے کہا اللہ تمہارے اوپر
رحم کریگا۔ تم نے آنحضرتؐ کی صحبت کی برکت حاصل کی ہے۔ اسلام کی
بڑی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں۔ شام کے سرسبز وادیوں اور افریقہ
کے چٹیل میدانوں کو تم نے نور ایمان سے چمکایا ہے۔ حضرت عمرو
بن العاصؓ نے فرمایا کہ سب سے بڑی چیز لا الٰہ الا اللہ تو تم نے
چھوڑ ہی دی۔ میں اسپر ایمان لایا اور محمد رسول اللہ کا آخر وقت اسپر قائم ہوں

میری زندگی کے تین حصے گذرے ہیں۔ پہلا حصہ تو یہ ہے کہ میں کافر
تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین مخالف تھا اس وقت
مرجاتا تو یقیناً جہنم میں جاتا۔ پہر میں اسلام لایا۔ تو نہایت سخت مسلمان
ہوا۔ آنحضرتؐ کی پوری امداد میں نے کی۔ اور پہلی جہالت پر سخت
نادم ہوتا تھا۔ اگر اس وقت مرجاتا تو کہا جاتا کہ میری بہت عمدہ
موت تھی۔ اس کے بعد میں سلطنت اور ملک داری کے جھگڑوں میں
پڑ گیا۔ اب میں نہیں جانتا کہ مرنے کے پیچھے میرا کیا حال ہوگا۔ تم
خیال رکھنا کہ میرے مرنے پر نہ کوئی روئے اور نہ کوئی نوحہ کرے۔
اور جب تم مجھکو دفن کرچکنا تو تھوڑی دیر میری قبر کے پاس بیٹھے
جانا۔ میری روح کو ممکن ہے کہ تمہارے بیٹھنے سے کچھ انسیت ہو۔
ان آخری کلمات سے اون کے اسلام اور تقویٰ کے متعلق کوئی شبہ
نہیں رہتا۔ اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حد درجہ کے مسلمان تھے
اور خوف خدا سے اونکا دل معمور تھا بخلاف اسکے کہ ایک متفق گروہ بوجہ
اسکے کہ یہ حضرت علیؓ کے مخالف تھے انکے اوپر طرح طرح کے ناجائز
اتہام لگاتا ہے اور انکے تقویٰ کو تقیہ پر محمول کرتا ہے ہم انکے متعلق
اونکی ایک روایت کی بھی تصدیق کرنا سخت غلطی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ
اصول روایت کے خلاف ہے کہ کسی شیعے کی روایت مخالفان علیؓ
کے متعلق یا کسی خارجی کی موافقان علیؓ کے متعلق قبول کرلی جائے اسلیے
ہم ان روایتوں کو بالکل چھوڑ کر اونکی اصلی اسلامی حالت پر غور کرتے
ہیں کہ واقع میں وہ کس نیت سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور انکا اسلام کیسا تھا۔

ابتدا ابتدا میں جیسا کہ انہوں نے خود بیان کیا آنحضرتؐ کے
سخت مخالف تھے۔ آنحضرت جس وقت مکہ میں تھے تو نئے نئے
مسلمانوں کو کفار کے خوف سے حبشہ کیطرف بھیجدیا کرتے تھے۔
قریش نے چاہا کہ ان مسلمانوں کو حبشہ میں بھی نہ پناہ ملے۔ چنانچہ
انہوں نے یہ طے کیا کہ دو شخص جو معزز اور عقلمند ہوں نجاشی حبشہ
کے پاس بھیجے جائیں اور اوس سے درخواست کریں کہ وہ ان مسلمانوں کو
اپنے ملک میں آنے سے روکدے۔ اس کے لئے جو دو شخص متعین ہوئے
اونمیں ایک عمرو بن العاصؓ ہی تھے اور دوسرے کا نام عبداللہ
بن ابی امیہ تھا۔ یہ لوگ بہت سے تحفے تحایف لیکر نجاشی کے پاس اتنا
دور دراز سفر کرکے محض اسلئے گئے کہ اوس سے کہکر مسلمانوں کا
وہاں جانا بند کردیا جائے اور ان کو کہیں پناہ نہ ملے۔
انہوں نے جاکر وہ تحفے پیش کئے اور اپنی خواہش بھی ظاہر
کی نجاشی نے جو مسلمانوں کا دل سے خیرخواہ تھا ان ہدایہ کو نہیں
قبول کیا۔ اور مسلمانوں سے کہا کہ تم خوشی کے ساتھ میرے ملک میں رہو۔
مجھکو اگر کوئی ایک پہاڑ کے برابر سونا دے اور یہ کہے کہ تم میں سے
ایک شخص کو بھی نکال دوں تو نہیں نکالونگا۔ اور عمرو بن العاصؓ
اور عبداللہ سے کہا کہ چونکہ اللہ مجھسے رشوت نہیں قبول کرتا۔
اسلئے میں آپکی رشوت بھی نہیں قبول کروں گا اور آخر یہ لوگ
ناامید ہوکر واپس چلے آئے۔ عمرو بن العاصؓ نے اس کے بعد بھی
عداوت میں کمی نہیں کی اور ہجرت کے بعد اکثر لڑائیاں جو کفار اور
آنحضرتؐ کے درمیان میں ہوئیں یہ بھی اونمیں کفار کیطرف سے
حصہ لیتے رہے۔ اور خود جابجا شریک رہے۔

(باقی آئندہ)